اضافہ شدہ ایڈیشن
برکات میلاد
حضرت علامہ
مفتی محمد تصدق حسین
ناظم تعلیمات جامعہ المرکز الاسلامی لاہور
تحریک مطالعۂ قرآن

بارہویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا
بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا

حضرت علامہ
مفتی محمد تصدق حسین
ناظم تعلیمات جامعہ المرکز الاسلامی لاہور
0300-4109731

نام کتاب: برکاتِ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مصنف: مفتی محمد تصدق حسین

نظر ثانی: علامہ ریاض احمد رضا، علامہ مسعود احمد غازی

پروف ریڈنگ: مولانا عطاء الرحمٰن، مولانا فیضان حسن، مولانا خرم شہزاد

کمپوزنگ: محمد صدیق ولی فریدی

قیمت: 120 روپے

ملنے کا پتہ

جامعہ المرکز الاسلامی، مین والٹن روڈ، لاہور کینٹ

ضیاء القرآن پبلی کیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

مکتبہ اہلِ سنت جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری گیٹ، لاہور

مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور — فضل حق پبلی کیشنز دربار مارکیٹ لاہور

مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور — نظامیہ کتاب گھر اُردو بازار، لاہور

کرمانوالا بک شاپ، دربار مارکیٹ، لاہور — مکتبہ شمس وقمر بھاٹی گیٹ، لاہور

مکتبہ نظامیہ، ہائی سٹریٹ ساہیوال۔

آئینہ ترتیب

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِكَ خَیْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمِ
مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْكَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ
وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّ مِنْ عَجَمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْیَا وَ ضَرَّتَهَا
وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ
فَاقَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ خَلْقٍ وَّ فِیْ خُلُقٍ
وَّلَمْ یُدَانُوْهُ فِیْ عِلْمٍ وَّلَا كَرَمِ
وَكُلُّهُمْ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ
غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمِ
مُنَزَّهٌ عَنْ شَرِیْكٍ فِیْ مَحَاسِنِهٖ
فَجَوْهَرُ الْحُسْنِ فِیْهِ غَیْرُ مُنْقَسِمِ
یَا اَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُبِهٖ
سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

انتساب

تاجدار اہل ایمان مقتداۓ اہل احسان بحر محبت کے غریق

خسر رسول داماد بتول امیر المؤمنین

ابو حفص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ

کی بارگاہ میں جن کے متعلق رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

میں خاتم النبیین ہوں اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر ہوتے

محمد تصدق حسین

اهداء

جگر گوشۂ رسول ریحان دل مرتضیٰ قرۃ العین زہرا

سردار امت سبط رسول امیر المؤمنین

حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ

کی بارگاہ میں جن کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

میرا بیٹا جنتی نوجوانوں کا سردار ہے

محمد تصدق حسین

برکات قلم

ادیب، شہیر، استاذ العلماء، حضرت علامہ الحاج محمد منشاء تابش قصوری دامت برکاتھم العالیۃ

قلم کی برکات پر قرآن وسنت ناطق ہیں۔ نبیِ اکرم، محسن اعظم، معلم انسانیت، جناب احمد مجتبیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جہاں اپنے اخلاق کریمہ، کمالات جلیلہ سے اصلاح وفلاح کو بروئے عمل لاتے رہے وہاں آپ نے مکتوبات گرانمایہ سے بھی شاہان وقت، امراء ورؤساء کو دعوتِ اسلام دی گویا کہ آپ نے قلمی تبلیغ کی بھی بنیاد رکھی۔ پھر قلم نے ایسے ایسے کارنامے سر انجام دیے کہ صدیاں گزرتی گئیں مگر قلمی محاذ میں کمزوری دیکھنے تک نہ آئی۔ کتب تفاسیر واحادیث، فقہ اور بے شمار علوم وفنون قلم کی برکات پر شاہد عادل ہیں قلم نے نہ صرف مسلمین کو فیوض وبرکات سے بہرہ مند کیا بلکہ غیر مسلم بھی قلم کے ممنون احسان ہوئے، اس سائنسی دور میں بھی قلم کی اہمیت کم نہیں ہوئی بلکہ جیسے جیسے زمانہ ترقی کرتا جائے گا قلم کی رفتار ویسے ویسے بڑھتی جائے گی قرطاسِ اَبیَض پر جو بھی نقش ابھریں گے اسے قلم کا ہی وسیلہ قرار دیا جائے گا۔ دین اسلام اور مذہب حق اہلسنت وجماعت کے دفاع میں اکابر ملت کے قلم سے بکثرت کارنامے ظہور پذیر ہوئے اور ہوتے آرہے ہیں پس انھیں کے تتبّع میں عزیز القدر حضرت علامہ مولانا محمد تصدق حسین زِیدَ مَجدُہٗ نے بھی قلم سے اپنی وابستگی کو مضبوط کرنے کے لیے تصنیف وتالیف کی راہ اپنائی لہٰذا موصوف کے مختصر تعارف کے لیے چند سطور قارئین کرام کی نذر کی جارہی ہیں۔

خاندانی پس منظر:

علامہ محمد تصدق حسین کا آبائی تعلق مردخیز قصبہ سلیمان آباد ضلع اٹک سے ہے۔ سلیمان آباد کی وجہ تسمیہ کچھ اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ شیخ المشائخ خواجہ امیر احمد بسالوی رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس جگہ قیام رکھتے تھے انھوں نے اپنے شیخ کامل کی محبت ومودّت کو دوام بخشنے کے لیے اس

قصبہ کو شیخ الاولیاء حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب و موسوم کیا، مولانا محمد تصدق حسین اعوان کا آبائی پیشہ کھیتی باڑی رہا مگر آپ کے والد ماجد بہرام خان ولد نور محمد صاحب فوجی ملازمت سے وابستہ رہے مگر آپ کے دو چچا اور چار ماموں عالم ہیں جن کی وجہ سے آپ کے والد ماجد نے اپنے بیٹوں کو علوم دینیہ سے سرفراز کرنے کی طرح ڈالی اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی مَنِّہٖ وَ کَرَمِہٖ تَعَالٰی دونوں بھائی ملت اسلامیہ کی نامور اسلامی یونیورسٹی جامعہ نظامیہ لاہور پاکستان کے ممتاز فضلاء میں شمار ہوتے ہیں۔

ولادت باسعادت:

علامہ محمد تصدق حسین اعوان سلمہ رب تعالیٰ، 3 فروری 1978ء، ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۸ھ بروز جمعرات بوقت صبح سلیمان آباد میں متولد ہوئے۔

دینی تعلیم:

جب سن شعور کو پہنچے تو اپنی والدہ ماجدہ اور اپنے ماموں مولانا حافظ محمد صدیق سے قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔ بعدہ جب حفظ قرآن کی طرف متوجہ ہوئے تو صرف چھ ماہ کی مختصر مدت میں حفظ قرآن کریم کی سعادت حاصل کی۔ قاری محمد اکرم صاحب لاہور اور مولانا قاری غلام احمد صاحب جو خانقاہ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف کے کامیاب مدرس ہیں ان سے حفظ قرآن کی دولت عظمیٰ سے فیض یاب ہوئے۔ علوم و فنون دینیہ کی تعلیم ابتداء سے انتہاء تک مرکزی دار العلوم جامعہ نظامیہ سے حاصل کی اور 2005ء میں سند فراغت اور دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

عصری تعلیم:

عصری تعلیم کا سلسلہ بھی ساتھ ساتھ جاری رہا، میٹرک کا امتحان گورنمنٹ پائلٹ سیکنڈری سکول اٹک سے پاس کیا اور فاضل عربی لاہور بورڈ کا مرہون منت ہے۔

عملی زندگی:

انسان جب تعلیم وتربیت کی منازل طے کر رہا ہوتا ہے تو اسی وقت ہی اپنے مستقبل کو تابناک بنانے کے لائحہ عمل پر غور وخوض شروع کر دیتا ہے۔ علامہ محمد تصدق حسین صاحب کا تعلق ایک مذہبی خانوادے سے ہے۔ بنَاءً عَلَیْہِ موصوف نے اپنی زندگی کو دین حنیف کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا ہے۔

ایک اچھے عالم کے اوصاف میں تین صفتوں کا ہونا ضروری ہے، مدرس ہو، مقرر ہو، مصنف ہو، بعض علماء میں کوئی ایک آدھ صفت پائی جاتی ہے مگر خوش بخت ہیں وہ علماء حق جو جملہ اوصاف علمیہ، عملیہ سے موصوف ہیں۔ اگر اس کسوٹی پر مولانا موصوف کو پرکھا جائے تو یہ تینوں صفات کا مرقع نظر آتے ہیں۔ چنانچہ آپ بیک وقت مسند تدریس کی شان بھی ہیں اور محراب ومنبر کی زینت بھی اور ساتھ ساتھ قلمی آبیاری بھی فرما رہے ہیں۔ آپ کی متعدد نہایت علمی وتحقیقی کتابیں منصہ شہود پر آکر قبولیت کا ثمرہ پا چکی ہیں۔

اساتذہ کرام:

- سید العلماء مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی
- زبدۃ العلماء شرف ملت حضرت علامہ عبدالحکیم شرف قادری
- فخر الاماثل حضرت علامہ حافظ عبدالستار سعیدی
- ادیب شہیر حضرت علامہ محمد منشاء تابش قصوری
- استاذ العلماء حضرت علامہ محمد صدیق ہزاروی
- بطل حریت حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی
- عالم نبیل حضرت علامہ فضل حنان سعیدی
- مناظر اسلام حضرت علامہ عبدالتواب صدیقی

بیعت وارادت:

سلسلہ عالیہ چشتیہ صابریہ کے عظیم روحانی پیشوا پیر طریقت حضرت خواجہ علی محمد صاحب صابری سے بیعت کا شرف حاصل کیا اور سلاسل اربعہ میں خلافت واجازت کی نعمت عظمیٰ سے شادکام ہوئے۔

سعادت عمرہ شریف:

عزیزم مولانا محمد تصدق حسین دوبار بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ میں حاضری کی سعادت کے ساتھ ساتھ عمرہ کی نعمت سے باریاب ہو چکے ہیں۔

فتویٰ نویسی ومناظرہ:

موصوف نے حضرت شیخ الحدیث علامہ الحاج محمد عبدالستار سعیدی مدظلہ سے فتویٰ نویسی اور مناظر اسلام علامہ عبدالتواب صدیقی سے مناظرہ کی مشق کی۔ علاوہ ازیں امام انقلاب حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی کی جدوجہد سے متاثر ہو کر جمعیت علماء پاکستان کے ساتھ سیاسی وابستگی قائم کی اور اب جمعیت کی مرکزی شوریٰ کے رُکن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کی مساعی علم وقلم کو قبولیت کی نعمت سے نوازے اور تاحیات سلسلہ خدمت دین متین جاری رکھیں۔

آمِین بِجَاہِ طٰہٰ وَیٰسٓ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

محمد منشاء تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نشان منزل

استاذ العلماء، فاضل شہیر، علامہ محمد منشاء تابش قصوری صاحب دامت برکاتھم العالیہ

میلاد النبی ﷺ کے موضوع پر نہ جانے کتنی کتابیں لکھی گئیں، کتنے اخبار و رسائل شائع ہوئے، کتنے دفاتر پر لوح قلم کی تصویریں نقش ہوئیں، کتنے انبیاء نے آپ کی آمد آمد کی بشارتیں دیں اور کتنے انسان انتظار کرتے کرتے پردۂ عدم میں چلے گئے، کتنے عشاق گرد راہ کو ترستے رہے، اور کتنے خوش بخت اس محبوب حقیقی کے جمال جہاں آرا کی زیارت سے اپنے قلب و نظر کو گرماتے رہے، خالق کائنات نے آپ ہی کو اپنی ربوبیت کے اظہار کا سبب ٹھہرایا، آپ ہی اس عالم بود و باش کی علت غائی ہوئے۔

؎ سبب ہر سبب منتہائے طلب   علت جملہ علت پہ لاکھوں سلام

اہل عشق و محبت کا تو یہ فیصلہ ہے کہ میلادِ مصطفےٰ ﷺ کا سب سے مؤکد، موثق، مستند اور جامع اجمالی تذکرہ قرآن کریم ہی ہے جس میں نہ صرف حضور ﷺ کے میلاد ہی سے آگاہی حاصل ہوتی ہے بلکہ سیرت و صورت کے تمام محاسن و محامد موجود ہوتے ہیں حقیقتاً قرآن ہی آپ کی ذات ستودہ صفات کا ترجمان ہے میلاد مصطفےٰ ﷺ ایک ایسا موضوع ہے جس پر جتنا بھی لکھا جائے کم ہے باوجودیکہ آپ کی ذات اقدس و اکمل، احسن و اجمل ﷺ کسی بھی صاحب قلم کی محتاج نہیں، کسی مدح خواں کی طالب نہیں، کسی خطیب و ادیب، مقرر و واعظ کی منتظر نہیں، ہر چیز آپ ہی کی محتاج ہے، پھر یہ سلسلہ تصنیف و تالیف کیوں؟ پہلی بات تو جواباً یہ کہی جاسکتی ہے کہ یہ عبادت ہے اور عبادت کے لیے انسان خصوصاً مسلمان مکلف ہیں، لہٰذا عالم آخرت میں کامیابی و کامرانی اور میدانِ حشر میں خدا اور رسولِ خدا ﷺ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہم پر یہ عبادت فرض عین کی حیثیت رکھتی ہے اور دوسری بات آج

سے صدیوں پہلے شاعر دربار رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہہ کر ہماری مشکل کشائی فرمادی کہ:

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ

لٰکِنْ مَّدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

منجملہ مقاصد حسنہ ایک مقصد یہ بھی مؤلفین و مصنفین کے پیشِ نظر ہوتا ہے کہ کسی نہ کسی طرح حضوری کی سعادت نصیب ہو۔ اسی مقصد وحید کے پیش نظر عزیز القدر مولانا محمد تصدق حسین زید مجدہٗ فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور نے برکاتِ میلادِ النبی ﷺ کے ایمان افروز نام سے یہ مختصر مگر جامع کتاب قلمبند فرمائی ہے۔ جو اہل محبت وعشق کے لیے نعمت عظمٰی سے کم نہیں اور مخالفین بنظر انصاف استفادہ کریں تو اُن پر حقانیت روز روشن کی طرح عیاں ہوگی۔ رہا معاملہ قبولیت حق تو یہ اُن کے مقدر کی بات ہوگی۔ مولانا موصوف کے ایک عرصہ سے رسائل وجرائد میں مضامین شائع ہورہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالٰی انھیں علم وقلم کی مزید جولانیاں عطا فرمائے اور برکاتِ میلاد النبی ﷺ کے ثمرات سے ہمیشہ ہمیشہ بہرہ مندر کھے۔ آمین بجاہ رحمۃ للعالمین ﷺ

محمد منشا تابش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

یکم ذوالحجۃ المبارکہ ۱۴۲۴ھ

باب اوّل:

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کائناتِ عالم میں جلوہ گری

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ وَ عَلَّمَهُ الۡبَیَانَ
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاِنۡسِ وَالۡجَانِّ
وَ عَلٰی اٰلِهِ الۡمُقَرَّبِیۡنَ وَ اَصۡحَابِهِ الۡکِرَامِ اَمَّا بَعۡد

تمام خوبیاں اور تعریفیں ارض وسماء کے مالک، قادرِ مطلق، کائنات عالم کے پروردگار، حی و قیوم، سمیع و بصیر رب العالمین کے لیے جس نے کائنات کو رحمۃ للعالمین، سید المرسلین، صاحب شفاعت کبریٰ، مالک حوض کوثر، مختار کل، خاتم الانبیاء، فخر بنی آدم، شفیع معظم، نورِ مجسم، غریبوں و بے نواؤں کے ملجا و ماویٰ، خلاصہ کائنات، مقصود کائنات، احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے مکرم میلاد سے عزت بخشی۔ ان کے میلاد و ظہور قدسی سے ساری کائنات منور و مسرور ہوگئی اور ان کی ولادت باسعادت سے تمام جہانوں پر ہدایت و معرفت کے آفتاب طلوع ہو گئے۔ عالم اجسام میں جلوہ گر ہونے سے پہلے ذات پاک حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا عدم سے وجود میں جلوہ گر ہونا خلقتِ محمدی ہے، اس دار و دنیا میں رسول اللہ ﷺ کا تشریف لانا ولادتِ محمدی ہے اور چالیس سال کی عمر مبارک میں اعلان نبوت فرمانا بعثت محمدی کہلاتا ہے۔

خلقتِ محمدی:

بیشک ذات الٰہی تھی اور کوئی چیز اس کے سوا موجود نہ تھی، کوئی بھی اس کے دائرہ شہود میں شریک نہ تھا اس کی حکمت کاملہ نے تقاضا کیا اور اس کی مشیت خاص اس امر کی طرف متوجہ ہوئی کہ کائنات کو تخلیق کیا جائے اور انھیں اس ذات اور اس ذات کی صفات یعنی عظمت و کمال اور رفعت شان سے متعارف کروایا جائے۔ تو اس نے بارگاہ اَحدیت کے انوار صمدیت سے حقیقت محمدیہ کو ظاہر فرمایا پھر اس سے اللہ تعالیٰ نے عالم بالا و پست اپنے علم و ارادہ کے مطابق اپنے امر کُن سے پیدا فرمائے، پھر اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو

خوش خبری سنائی اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کی وہ صورت تھی جو حدیث میں مذکور ہے یعنی روح وجسم کے درمیان پھر حضور نبی کریم ﷺ کے نور سے ارواح کے چشمے پھوٹ پڑے اور ملاء اعلیٰ میں ظاہر ہوئے۔ یہ منظر بہت خوش گوار تھا، حضور نبی کریم ﷺ تمام اجناس سے گراں ترین جنس ہیں، تمام موجودات ومخلوقات کی اصل ہیں۔ جب زمانہ آپ ﷺ کے حق میں اسم باطن کے سبب اس انتہا کو پہنچ گیا کہ آپ ﷺ کی روح کا تعلق جسم کے ساتھ جڑ جائے تو زمانے کا حکم آپ کے اسم ظاہر کی طرف منتقل ہوا تو محمد ﷺ ظاہر ہو گئے۔ حضور نبی کریم ﷺ راز کا خزانہ اور نفوذ امر کا مقام ہیں، ہر حکم آپ کی طرف سے نافذ ہوتا ہے اور ہر خیر آپ ﷺ کی طرف سے منتقل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتا ہے:

وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ الانبیاء:۱۰۷

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

یہ آیت کریمہ اس بات کی روشن دلیل ہے کہ حضور سید عالم ﷺ تمام جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ رسول ہونے کی وجہ سے رحمت ہیں لہٰذا عموم رحمت رسالت کے عموم کے عین مطابق ہوگا یعنی حضور نبی کریم ﷺ جس کے لیے رسول ہوں گے اس کے لیے رحمت قرار پائیں گے تو ثابت ہوا جس طرح حضور نبی کریم ﷺ کی رسالت عالمین کے لیے عام ہے اسی طرح آپ کی رحمت بھی تمام جہانوں کے لیے عام ہے۔

حضور سید عالم ﷺ کے رحمت ہونے کے معنی یہ ہیں کہ مرتبہ ایجاد میں تمام عالم کا موجود ہونا بواسطہ وجود سید الموجودات کے ہے اور حضور ﷺ اصل ایجاد ہیں۔ حضور ﷺ کے بغیر کوئی فرد ممکن نہیں ہوسکتا۔ وجود نعمت ہے اور عدم اس کی ضد۔ کل موجودات نعمت وجود میں حضور کے دامن رحمت سے وابستہ ہیں۔ ظاہر ہے جو ذات کسی کے وجود کا سبب اور واسطہ ہو وہ یقیناً اس کے لیے رحمت ہے۔ رحمت کی حاجت ہوتی ہے اور جس چیز کی حاجت ہو وہ محتاج سے

پہلے ہوتی ہے چونکہ تمام عالمین اپنے وجود میں حضور کے محتاج ہیں اس لیے حضور ﷺ کا وجود سب سے پہلے ضروری ہوگا۔ جب حضور ﷺ عالمین کے وجود کا سبب اور ان کے موجود ہونے میں واسطہ ہیں تو اس وجہ سے بھی حضور ﷺ کا عالمین سے پہلے موجود مخلوق ہونا ضروری کیونکہ واسطہ اور سبب ہمیشہ پہلے ہوا کرتا ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ ذات پاک محمدیہ ﷺ کی خلقت کل موجودات اور عالمین سے پہلے ہے۔

حضرت امام عبدالرزاق اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ مجھے خبر دیں کہ تمام چیزوں میں سب سے پہلے کونسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر یہ نور اللہ کی مشیت کے موافق جہاں اس نے چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ فرشتہ تھا نہ آسمان نہ زمین نہ سورج نہ چاند نہ جن نہ انسان۔ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ مخلوقات کو پیدا کرے تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پہلے حصے سے قلم بنایا، دوسرے سے لوح اور تیسرے سے عرش، چوتھے حصے کو پھر چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصے سے عرش اٹھانے والے فرشتے بنائے، دوسرے سے کرسی اور تیسرے حصے سے باقی فرشتے، چوتھے حصے کو پھر چار حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے سے آسمان بنائے، دوسرے سے زمین اور تیسرے سے جنت و دوزخ چوتھے حصے کو پھر چاحصوں میں تقسیم کیا پہلے حصے سے مومنین کی آنکھوں کا نور بنایا، دوسرے سے ان کے دلوں کا نور پیدا کیا جو معرفت الٰہی ہے اور تیسرے سے ان کا نور انس پیدا کیا وہ توحید ہے جس کا خلاصہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔۔۔الخ

امام عبدالرزاق کی روایت کردہ اس حدیث مبارک کو امام قسطلانی، امام زرقانی، امام حجر مکی، علامہ فارسی، علامہ دیارکری، امام عبدالغنی نابلسی، امام بیہقی، ملا علی قاری اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم جیسے جلیل القدر ائمہ ومحدثین نے نقل فرمایا، اس پر اعتماد کیا اور اس سے مسائل کا استنباط واستشہاد کیا۔

ایک وہم کا ازالہ:

اس حدیث پاک کے یہ معنی ہرگز نہیں العیاذ باللہ کہ حضور کا نور اللہ کے نور کا کوئی حصہ یا ٹکڑا اور اسی طرح باقی مخلوق نعوذ باللہ حضور ﷺ کے نور کا ٹکڑا یا حصہ ہے ایسا ناپاک عقیدہ خالص کفر ہے اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ بلکہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی ذاتی تجلی فرمائی جو حسن الوہیت کا ظہور اول تھی، یہ کیفیت متشابہات میں سے ہے جس کا سمجھنا ہمارے لیے ایسا ہی ہے جیسا کہ قرآن وحدیث کے دیگر متشابہات کا سمجھنا ہے۔ البتہ ایک نکتہ کے طور پر یوں کہا جاسکتا ہے کہ جس طرح شیشہ آفتاب کے نور سے روشن ہو جاتا ہے، لیکن آفتاب کی ذات یا اس کی روشنی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی اور ہمارا یہ کہنا بھی صحیح ہوتا ہے کہ شیشے کا نور آفتاب کے نور سے ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ کا نور اللہ تعالیٰ کی ذات سے پیدا ہوا اور آئینہ ذات احدی سے اس طرح منور ہوا کہ نور محمدی کو نورِ خداوندی سے قرار دینا صحیح ہوا، لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کی ذات پاک یا اس کی کسی صفت میں کوئی نقصان اور کمی واقع نہیں ہوئی۔ شیشہ سورج سے روشن ہوا اور اس ایک شیشے سے تمام شیشے منور ہو گئے نہ پہلے شیشے نے آفتاب کے نور کو کم کیا اور نہ دوسرے شیشوں نے پہلے شیشے کے نور سے کچھ کمی کی۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ فیضان وجود اللہ تعالیٰ کی ذات سے حضور کو پہنچا اور حضور کی ذات سے تمام ممکنات کو وجود کا فیض حاصل ہوا۔

نورِ محمدی کی چمک پیشانی آدم میں:

روایات میں آیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان کی پشت میں نور محمدی رکھا تو وہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی سے چمکتا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور کو مملکت کے تخت پر بلند کیا اور فرشتوں سے اسے اٹھوایا اور آسمانوں میں اس کے طواف کرنے کا حکم دیا تاکہ اس کے ملکوں کے عجائب نظر آئیں۔

امام جعفر بن محمد نے کہا وہ نور آدم علیہ السلام کے سر میں ایک سال رہا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام مخلوق کے نام سکھائے، پھر فرشتوں کو ان کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ جو تعظیم اور سلامی کا سجدہ تھا نہ کہ سجدہ عبادت، جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے ان کے بھائیوں نے سجدہ کیا۔ حقیقت میں مسجود لہ اللہ تعالیٰ تھا اور حضرت آدم علیہ السلام کی حیثیت قبلہ جیسی تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے تمام آباء واجداد سفاح سے پاک ہیں اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف صاف ستھرا اور مہذب بنا کر منتقل کرتا رہا جب بھی دو گروہ ہوئے تو مجھے اللہ تعالیٰ نے اس میں سے بہتر گروہ میں رکھا۔

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک نسب:

مقصود کائنات ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن نضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

اس سے آگے نسب شریف کے بارے میں مختلف اقوال ہیں لہٰذا علماء امت نے ان میں غور وخوض سے منع فرمایا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔

اَنَّهٗ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم كَانَ اِذَا بَلَغَ فِی النَّسَبِ اِلٰی عَدْنَانَ اَمْسَكَ وَ قَالَ كَذَبَ

النَّسَّابُوْنَ قَالَ تَعَالٰی وَ قُرُوْنًا بَیْنَ ذٰلِکَ کَثِیْرًا

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب اپنا نسب شریف بیان فرماتے تو "عدنان" تک بیان فرما کر خاموش ہو جاتے اور فرماتے نسب بیان کرنے والے جھوٹ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اس کے درمیان بہت قرن صدیاں ہیں۔

حضرت عبدالمطلب: آپ کا نام شیبہ تھا اور انھیں "شیبۃ الحمد" کہا جاتا۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ وقت ولادت ان کے سر کے بال سفید تھے، بعض روایات میں ان کا نام عامر بھی آیا ہے۔ حضرت عبدالمطلب کی کنیت "ابوالحارث" تھی۔ حضرت ہاشم کچھ عرصہ مدینہ منورہ قیام پذیر رہے اور حضرت عبدالمطلب وہیں پیدا ہوئے جب حضرت ہاشم کے بھائی مطلب مدینہ آئے اور آپ کے حسن و جمال کو دیکھ کر کہنے لگے یہ بچہ کس کا ہے، ہم میں سے ہی معلوم ہوتا ہے، لوگوں نے بتایا یہ ہاشم بن عبدمناف کا فرزند ہے انھوں نے آپ کو اونٹ پر اپنے پیچھے بٹھالیا اس وقت آپ کے کپڑے میلے تھے جب مکہ کے لوگوں نے مطلب سے پوچھا یہ بچہ کون ہے تو انھوں نے کہا میرا عبد ہے تو اس کے بعد آپ عبدالمطلب مشہور ہو گئے۔ دیگر وجوہ بھی بیان کی گئی ہیں۔

حضرت ہاشم: یہ حضرت عبدالمطلب کے والد گرامی ہیں۔ ان کا نام عمرو ہے۔ ہشم کا معنی ہے روٹی کے ٹکرے ٹکڑے کرنا۔ آپ نے قحط سالی کے زمانہ میں اپنی قوم کو روٹی کے ٹکڑے پکا کر کھلائے۔ یہ بہت خوب صورت اور صاحب جاہ و جلال تھے، علو مرتبہ کے لحاظ سے انھیں "عمرو العلٰی" بھی کہتے ہیں۔

قصی: اس کے معنی بعید کے ہیں، اس نام کی وجہ یہ ہے کہ ان کی والدہ "فاطمہ" جب حاملہ ہوئیں تو وہ اپنے قبیلہ سے دور بلاد قضاعہ میں ٹھہری ہوئی تھیں۔ دار الندوہ قصی نے تعمیر کروایا تھا۔ جب قریش کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو وہ سب اس گھر میں جمع ہو کر مشورہ کرتے۔ ان کا نام زید تھا۔

مرہ بن کعب: یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے یوم عروبہ کا نام جمعہ مقرر کیا۔ یہ جمعہ کے دن کا نام تھا۔ یہ اس دن قریش کو جمع کرتے اور انھیں خطبہ دیتے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت دیتے اور بتاتے وہ میری نسل سے ہوں گے۔ یہ لوگوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے اور ان پر ایمان لانے کی تلقین کرتے۔

فہر: ان کا لقب قریش ہے اور قریش کی نسبت انھیں کی جانب کرتے ہیں۔ چنانچہ جو فہر کی نسل سے نہیں ہوتا اسے قریشی نہیں کنانی کہتے ہیں۔ قریش کہنے کی ایک وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ تقریش کا معنی تفتیش کرنا ہے یہ موسم حج میں لوگوں کے احوال کی تفتیش کر کے فقراء مساکین کی امداد کرتے اس وجہ سے انھیں قریش کہا جاتا۔

نضر: ان کا نام قیس تھا۔ اپنے چہرے کی دمک اور حسن و جمال کی وجہ سے نضر مشہور ہو گئے۔

کنانہ: اس کا معنی ہے ترکش۔ جس طرح ترکش اپنے اندر تیروں کو چھپا لیتا ہے اسی طرح انھوں نے بھی اپنی قوم کو اپنے جود و کرم کے دامن میں چھپا لیا تھا اس لیے ان کا یہ نام مشہور ہوا۔ ان کی کنیت ابوالنضر تھی۔

مدرکہ: ان کا نام عامر یا عمرو تھا مدرکہ کے معنی ہیں پانے والے۔ ایک دن یہ خرگوش کے پیچھے بھاگے اور اسے پکڑ لیا اس پر آپ کے والد نے ان کا لقب مدرکہ رکھ دیا اور اسی لقب سے مشہور ہو گئے اور بعض کے نزدیک یہ عزت و شرف کو پانے والے تھے اس لیے مدرکہ کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

الیاس: یہ قبائل عرب کے سردار تھے۔ اہل عرب انھیں سید العشیرہ کے لقب سے یاد کرتے سب سے پہلے قربانی کا جانور بیت اللہ شریف لے کر جانے والے یہی ہیں۔ منقول ہے کہ یہ اپنی پشت میں حج کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلبیہ کی آواز سنا کرتے تھے۔

مضر: یہ بہت خوب صورت تھے جو شخص انھیں دیکھتا ان پر فریفتہ ہو جاتا کیونکہ ان کے

چہرے پر بھی نورِ مصطفوی کے جلوے ضوفشاں تھے۔ خوب صورتی کے ساتھ یہ بہت خوش آواز بھی تھے۔ اہل عرب میں حدی کا آغاز انھوں نے ہی کیا۔

نزار: یہ معد کے بیٹے تھے جب یہ پیدا ہوئے تو ان کی آنکھوں کے درمیان نور محمدی چمک رہا تھا اس پر ان کے والد بہت خوش ہوئے اور ایک پر تکلف دعوت کا اہتمام کیا اور کہا یہ اس بچے کی ولادت کی خوشی میں بہت کم ہے۔ یہ بہت دانا تھے عقل وفہم میں کوئی ان کا ہمسر نہ تھا۔

معد: یہ عدنان کے صاحبزادے ہیں جب بخت نصر نے اہل عرب پر یلغار کی تو اللہ تعالیٰ نے دونبیوں "ارسیاہ اور بلخیا" کو بذریعہ وحی معد کو وہاں سے نکالنے کا حکم دیا کیونکہ ان کی پشت مبارک میں نبی کریم ﷺ کا نور تھا۔

عدنان: یہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے بیت اللہ شریف پر غلاف چڑھایا۔ عدنان عدن سے مشتق ہے جس کا معنی ہے قائم اور باقی رہنا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کے لیے فرشتے مقرر کردیے تھے اس لیے یہ عدنان کے لقب سے مشہور ہوئے۔

نورِ مصطفیٰ حضرت عبداللہ کی پیشانی میں:

حضرت آدم علیہ السلام کے حضرت حواء رضی اللہ عنہا کے بطن سے دو بچے پیدا ہوتے جن میں ایک مذکر اور دوسرا مؤنث ہوتا۔ صرف حضرت شیث علیہ السلام اکیلے پیدا ہوئے۔ اس کا مقصود و منشاء یہ تھا کہ یہی والد محترم حضرت آدم علیہ السلام کی نبوت وعلم کے وارث ہیں۔ اسی لیے نور محمدی ان کی طرف منتقل ہوا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وہی وصیت کی جو حضرت آدم علیہ السلام نے انھیں کی تھی کہ اس نور کو صرف اپنی عورتوں میں رکھنا جو پاکیزہ ہوں۔ پھر یہ نور منتقل ہوتا رہا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی مبارک پشتوں سے ہوتا ہوا حضرت عبدالمطلب تک پہنچ گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے نسب

شریف کو جاہلیت کی قباحتوں اور جاہلیت کے اثرات سے محفوظ رکھا۔

پھر یہی نور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہو گیا۔ آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وہ ذبیح ہیں جن کے بدلے اللہ تعالیٰ نے فدیہ قبول فرمایا۔ جب زمزم کا کنواں بے نشان ہو گیا تو حضرت عبدالمطلب کو اس کنویں کا راستہ بتایا گیا۔ پھر حضرت عبدالمطلب نے اپنی نذر پوری کرنے کے لیے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو "نورِ محمدی" کی برکت سے انھیں بچا لیا گیا۔ جب حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے بدلے فدیہ میں سو اونٹ قربان کر دیے گئے تو ایک عورت نے حضرت عبداللہ کی پیشانی میں وہ نور دیکھا۔ اس نے اپنے آپ کو حضرت عبداللہ کی زوجیت کے لیے پیش کیا اور وہ سو اونٹ دینے کا بھی وعدہ کیا جو آپ کے فدیہ میں ذبح کیے گئے تھے لیکن آپ نے اس پیشکش کو ٹھکرا دیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے شادی:

اس واقعہ کے بعد حضرت عبدالمطلب اپنے لخت جگر حضرت عبداللہ کو لے کر وہب بن عبد مناف بن زہرہ کے پاس تشریف لے گئے جو اس وقت بنو زہرہ کے سردار اور قبیلہ کی سب سے زیادہ شریف شخصیت تھے۔ حضرت عبداللہ کی شادی ان کی بیٹی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے کر دی گئی۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نسب اور منزلت کے اعتبار سے قریش کی افضل ترین عورت تھیں۔

نورِ محمدی شکم سیدہ آمنہ میں:

خالق کائنات نے جب اپنے محبوب بندے اور رسول حضرت محمد ﷺ کو اس عالم وجود میں ظہور بخشنے اور جملہ موجودات کے لیے اپنے نور ہدایت کے ظاہر کرنے کا ارادہ فرمایا تو "نورِ محمدی" کو سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے سیپ میں جگہ دی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آمنہ کو یہ خصوصیت عطا فرمائی کہ انھیں آپ کی والدہ ہونے کا شرف بخشا۔ آسمانوں میں اس خوش خبری کو سنایا گیا

اور بادِ بہار نے ہر طرف اس خبر کو پھیلا دیا اور زمین کو عرصہ دراز تک خشک رہنے کے بعد
نباتات کی سندسی پوشاک عطا کی گئی۔ پھل درختوں پر لگے اور درختوں نے ثمر حاصل کرنے
والوں کے لیے اپنی ٹہنیاں جھکا دیں۔ قریش کے چار پایوں نے فصیح عربی زبان میں آپ
کے شکم مادر میں تشریف لانے کی خوش خبری دی اور محلات کے کنگرے منہ کے بل گر
پڑے۔ مشرق و مغرب کے پرندوں اور بحری و بری مخلوق نے ایک دوسرے کو مبارک باد
دی، جنات نے آپ کے دور کی خبر دی، کاہن غیبی خبروں سے روک دیے گئے، آپ کی آمد
کی خبر پر عالم شیفتہ ہو گیا اور آپ کے حسن بھرے رنگ میں بے خود ہو گیا آپ کی والدہ
محترمہ کو عالم خواب میں بتایا گیا کہ تمہارے شکم اطہر میں سید العالمین اور مخلوق کی بہترین
شخصیت جلوہ فرما ہیں جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام "محمد" رکھنا اس لیے کہ ان کے ہر قول و فعل
کی تعریف کی جائے گی۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کا وصال:

حضرت محمد بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ شام سے غزہ کے شہر کی طرف
قریش کے قافلوں میں سے ایک قافلہ کے ساتھ نکلے، جن کے پاس تجارت کا سامان تھا
تجارت سے فراغت کے بعد جب واپس پلٹے تو ان کا گزر مدینہ طیبہ سے ہوا، حضرت
عبداللہ رضی اللہ عنہ اس وقت بیمار تھے آپ نے فرمایا میں اپنے ننھیال بنی عدی بن نجار کے پاس
رک جاتا ہوں۔ چنانچہ آپ وہاں رک گئے اور بیماری کی حالت میں ان کے ہاں ایک
تک قیام پذیر رہے۔ آپ کے ساتھی روانہ ہو کر مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ حضرت عبدالمطلب
ان سے اپنے لخت جگر کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے جواب دیا ہم نے انھیں ا
ننھیال بنی عدی بن نجار کے پاس چھوڑا اس وقت وہ بیمار تھے۔ حضرت عبدالمطلب نے
سن کر اپنے سب سے بڑے بیٹے حارث کو بھیجا ان کو معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ
وصال ہو چکا ہے اور انھیں "دار نابغہ" میں دفن کر دیا گیا۔ جب حارث نے واپس آ کر

دی تو حضرت عبدالمطلب اور آپ کے خاندان کو اس پر بہت غم ہوا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت اپنی والدہ کے شکم اطہر میں تھے اور حضرت عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی وصال کے وقت عمر مبارک اٹھارہ برس تھی۔

امام واقدی لکھتے ہیں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کسی اور عورت سے نکاح نہ کیا اور نہ ہی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی مرد سے شادی کی۔

ولادت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ربیع الاول کی بارہویں رات مجھ پر اچانک رعب طاری ہوا اور وہ پیر کی رات تھی میں اس وقت تنہا تھی۔ اسی حالت میں دیوار شق ہوئی اور اس سے کھجور کے لمبے درخت کی طرح دراز قد عورتیں نمودار ہوئیں، وہ عبد مناف کی بیٹیوں کی طرح سفید صنوبر رنگت کی حامل تھیں اور ان سے کستوری کی خوشبوئیں مہک رہی تھی انھوں نے فصاحت لسانی اور شیریں کلام کے ساتھ مجھے سلام کیا اور کہا خوف و غم نہ کرو میں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ انھوں نے جواب دیا ہم حواء، آسیہ اور مریم بنت عمران ہیں۔ ان کے ساتھ دس عورتیں اور بھی تھیں۔ میرے پوچھنے پر انھوں نے بتایا ہم "حورعین" ہیں ولادت سیدالمرسلین کے باعث حاضر ہوئی ہیں۔ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں مجھے عام عورتوں کی طرح بوجھ، تکلیف وغیرہ کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے میری نگاہ سے حجاب اٹھا دیے میں نے مشارق و مغارب کو دیکھا اور تین جھنڈے بھی دیکھے جن کو مشرق، مغرب اور بیت اللہ کی چھت پر نصب کیا گیا، فرشتوں کو فوج در فوج دیکھا، سبز رنگ کی ٹانگوں اور یاقوت جیسی چونچ والے پرندوں سے فضا معمور تھی جو مختلف زبانوں میں تسبیح الٰہی کر رہے تھے مجھ پر پیاس کا غلبہ ہوا تو ایک پرندہ جس کے پاس سفید موتی جیسا پانی تھا میرے پاس

لایا، یہ پانی برف سے ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ شیریں تھا میں نے پی لیا تو میرا دل شاداب و فرحاں ہو گیا۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں آپ سرمہ ڈالے ہوئے، تیل لگائے ہوئے، ختنہ شدہ، ناف بریدہ، معطر حالت میں اللہ عزوجل کو سجدہ کیے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے کائنات عالم میں تشریف لائے۔ بے شک آپ کامل وجود والے نور تھے۔

عجائباتِ ولادتِ مصطفیٰ ﷺ:

حضور سید العالمین ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت بہت سے غیبی خوارق اور انوکھے واقعات رونما ہوئے۔ یہ آپ کی نبوت کی ابتداء تھی اور ان واقعات سے یہ بتانا تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے مختار و مجتبیٰ ہیں۔ آسمانوں کی حفاظت سخت کر دی گئی اور اس کی طرف چڑھنے والے سرکش جنات اور شیاطین کو واپس دھکیل دیا گیا اور جب بھی کوئی مردود و رجیم اوپر جانے کی کوشش کرتا اسے آگ کے شعلوں سے مارا جاتا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے لیے آسمانی ستارے جھک گئے اور ان کی روشنی سے حرم کی پشت اور بلند زمین چمک اٹھی اور آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا جس کے ساتھ شام کے محلات روشن ہو گئے، سرزمین مکہ کے رہنے والوں نے شام کے مکانات اور غیر آباد جگہیں دیکھیں۔ مدائن میں کسریٰ کے ایوان لرز اٹھے اور کسریٰ کا تخت دہشت سے ٹوٹ پھوٹ گیا۔ فارس کا آتش کدہ آپ کے چمکتے اور روشن چہرہ کی بدولت بجھ گیا۔ قم اور ہمدان کے درمیان واقع بحیرہ ساوہ خشک ہو گیا۔ اس کی تباہ کن موجیں ختم اور اس کے سوتے سوکھ گئے۔ خشکی اور جنگلی علاقہ کے درمیان واقع وادی سماوہ بہہ نکلی۔ اس سے قبل یہاں پانی کی بوند تک نہ تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی مکہ مکرمہ میں جائے ولادت "مولد النبی ﷺ" کے نام سے معروف ہے مکہ وہ پاکیزہ شہر ہے جس کے نہ درختوں کو کاٹنے کا حکم ہے اور نہ ہی گھاس اکھیڑنے کی اجازت ہے۔ راجح قول مطابق

آپ بارہ ربیع الاول صبح صادق سے تھوڑا سا پہلے "عام الفیل" میں کائنات میں جلوہ افروز ہوئے۔ عام الفیل سے مراد وہ سال ہے جس سال ابرہہ نے کعبۃ اللہ پر ہاتھیوں کے ساتھ حملہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے "ابابیل" کے ذریعے اسے تباہ و برباد کیا۔

ایک اہم سوال:

امام ابو عبداللہ بن حاج رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر کوئی سوال کرے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول اور پیر کے دن کے ساتھ کیوں خاص ہے۔ آپ کی ولادت رمضان المبارک یا اَشْھُرِ حَرَام میں کیوں نہ ہوئی جن کو اللہ تعالیٰ نے عزت و حرمت عطا فرمائی نہ ہی شعبان المعظم یا جمعہ کے دن ہوئی؟ امام ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سوال اٹھا کر اس کے چار جواب دیے ہیں:

جواب اول: حدیث پاک میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں کو پیر کے دن پیدا فرمایا۔ درخت خوراک، روزی، پھل اور دیگر فوائد کے حامل ہیں جن سے نوع انسانی کی پرورش ہوتی ہے۔ درختوں سے مختلف قسم کی دوائی بنتی ہے جن سے زندگی قائم ہوتی ہے۔ درختوں پر نظر پڑنے سے دلوں میں خوشی اور طبیعتوں کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ حضور سید عالم ﷺ کا اس ماہ مبارک اور بابرکت دن دنیا میں تشریف لانا آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنا کیونکہ آپ کے باعث امت محمدیہ کو بہت بڑی برکات اور عظیم القدر خیرات نصیب ہوئی۔

جواب دوم: ربیع کا معنی ہے "بہار" موسم بہار میں زمین شق ہو کر اپنے اندر موجود اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور روزیوں کو ظاہر کر دیتی ہے۔ موسم بہار میں باغیچے اور کلیاں کھل اٹھتے ہیں، دانوں اور گٹھلیوں کے سینے شق ہو کر انواع و اقسام کے نباتات کے پھل پکنے کی خوش خبری دیتے ہیں جن پر انسانوں کی زندگی، ان کے رہن سہن اور حالات کی بہتری کا

دار و مدار ہوتا ہے۔ اس ماہ مبارک ربیع الاول میں حضور سید عالم ﷺ کی جلوہ گری میں اشارہ ہے کہ آپ کے سبب اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں کے آغاز کی بشارت ہے گویا اپنے محبوب کی عظمت وشان کا اعلان کیا جا رہا ہے کہ آپ سارے جہانوں کے لیے رحمت ہیں۔ اصحاب ایمان کے لیے دونوں جہاں میں خوف و ہلاکت سے بچاؤ کی بشارت ہے۔ اور کفار کے لیے رحمت یہ کہ آپ کے باعث عذاب الٰہی ان سے مؤخر ہوگیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: "وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيهِمْ" الانفال:۳۳

اللہ تعالیٰ ان پر عذاب نہ فرمائے گا جب تک اے محبوب! آپ ان میں ہیں۔

سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے اپنے بندوں کو صراط مستقیم کی ہدایت فرمائی۔ اور آپ کے سبب نزول برکات، روزی اور رزق کی فراوانی ہوئی۔

جواب سوم: نبی کریم ﷺ کی شریعت مطہرہ کی حالت بہار کے مشابہ ہے موسم بہار تمام موسموں سے معتدل اور احسن ہوتا ہے کیونکہ اس میں نہ بے چین کرنے والی سردی ہوتی ہے اور نہ مبتلائے اضطراب کرنے والی گرمی نہ ہی اس میں رات اور دن حد سے بڑھ کر طویل ہوتے ہیں۔ موسم بہار موسمی امراض، علل اور عوارض سے پاک ہوتا ہے، یہ موسم لوگوں میں قوت، مزاج میں اصلاح اور سینوں میں انشراح کی کیفیت پیدا کرتا ہے۔ شریعت مطہرہ بھی اعتدال اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی شریعت نے وہ بوجھ اور طوق ختم کر دیے جو ہم سے پہلی امتوں پر تھے۔

جواب چہارم: مشیت ایزدی یہ تھی کہ مختلف زمانے اور مکان حضور سرور عالم ﷺ سے عزت و شرف حاصل کریں لیکن ان میں کوئی چیز بھی آپ کے لیے باعث شرف نہ ہو بلکہ وہ زمانہ اور مقام جس کا تعلق آپ سے ہوگیا وہ اپنے ہم جنسوں میں برتری اور عظمت کا حامل ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ کے محبوب رسول ﷺ کی ولادت ماقبل مذکور واقعات میں ہوتی تو وہم پڑ سکتا تھا کہ آپ ﷺ نے ان سے شرف عظمت پائی ہے اسی لیے حکیم مطلق

نے آپ ﷺ کی ولادت ان سب کے علاوہ اور وقت میں رکھی تا کہ اللہ تعالیٰ کی اس عظیم عنایت اور کرامت کا اظہار ہو سکے جو آپ ﷺ کو حاصل ہے۔

عقیقہ مبارک اور نام کا انتخاب:

حضور سید عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے ساتویں دن آپ کا عقیقہ کیا گیا اور قریش کو اس موقع پر دعوت دی گئی۔ جب وہ کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو کہنے لگے اے عبدالمطلب اپنے بیٹے کا نام کیا رکھا ہے؟ انھوں نے کہا: میں نے اس کا نام "محمد" رکھا ہے۔ وہ کہنے لگے تم نے اپنے خاندانی نام کیوں چھوڑ دیے؟ حضرت عبدالمطلب نے کہا میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آسمانوں پر اس کی مدح فرمائے گا اور مخلوق زمین پر۔

بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے خود حضرت عبدالمطلب کو اس اسم گرامی کا الہام فرمایا تا کہ اسم و معنی دونوں میں مطابقت ہو جائے۔ کیونکہ آپ اوصاف حمیدہ کے حامل ہیں۔ جیسا کہ یہ خوبصورت شعر ہے:

وشق له من اسمه یجله فذوالعرش محمود وهذا محمد

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کا نام اپنے نام سے مشتق کیا تا کہ آپ کو عزت بخشی جائے، عرش کا مالک محمود ہے اور آپ محمد ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ کا پہلا کلام:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حلیمہ سعدیہ فرمایا کرتی تھیں کہ حضور سید عالم ﷺ نے سب سے پہلے یہ کلام فرمایا:

"اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا وَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا وَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا"

اللہ سب سے بڑا ہے، سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے گھر:

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم کو اپنے ہاں لائیں تو اسوقت وہ علاقہ قحط سالی کی وجہ سے خشک ہو چکا تھا۔ آپ کی تشریف آوری سے کھیت لہلہانے لگے حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے مویشیوں کی تعداد بڑھ گئی اوران کی سعادت وخیر میں اضافہ ہوا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں جب آپ کو لے کر اپنے گھر داخل ہوئی تو بنی سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جس میں رہنے والوں نے مشک وعنبر کی خوشبو نہ سونگھی ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دی گئی حتیٰ کہ جب ان میں سے کسی کو تکلیف یا بیماری پہنچتی تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دست اقدس پکڑ کر تکلیف والی جگہ پر رکھتا فوراً اللہ تعالیٰ کے حکم سے آرام آجاتا۔ یونہی اگر بکری یا اونٹ کو تکلیف ہوتی تو آپ کا دست مبارک تکلیف والی جگہ رکھنے سے آرام آجاتا۔

چاند ہے کھلونا میرے آقا کا:

بیہقی، ابن عساکر اور خطیب نے اپنی کتب میں حضرت عباس بن عبد المطلب کا یہ قول نقل کیا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے دین میں داخل ہونے کی دعوت آپ کی علامت نبوت نے مجھے دی۔ میں نے آپ کو جھولے میں دیکھا کہ آپ چاند سے سرگوشیاں کر رہے ہیں اور اپنی انگلی سے اس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ جدھر آپ کا اشارہ ہوتا چاند ادھر ہی جھک جاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور وہ مجھے رونے سے روکتا تھا اور جب وہ عرش کے سامنے جا کر سجدہ کرتا تو میں اس کی آواز سنتا۔

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن:

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشوونما کا انداز عام لڑکوں کے پلنے بڑھنے سے بالکل مختلف تھا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افزائش ایک دن میں اتنی تھی جتنی عام بچوں کی ایک مہینہ میں ہوتی

ہے۔ روایات میں آتا ہے آپ ﷺ جب دو ماہ کے ہو گئے تو گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل بچوں کے ساتھ اِدھر اُدھر جانے لگے، تین ماہ کی عمر مبارک میں اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے۔ چار ماہ گزرنے کے بعد دیوار کو پکڑ کر چلنے لگے۔ عمر مبارک کے پانچویں ماہ از خود چلنے لگے، چھ ماہ کے بعد تیز رفتاری سے چلنے لگے، جب سات ماہ گزر گئے تو دوڑتے ہوئے ہر طرف آنے جانے لگے، آٹھ ماہ کی عمر مبارک میں بولنا شروع کر دیا اور فصیح کلام فرمانے لگے، دس ماہ پورے ہوئے تو آپ لڑکوں کے ساتھ تیز اندازی فرمانے لگے۔

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن   اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

جب آپ ﷺ کی مدت رضاعت پورے دو سال ہو چکی تو حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا آپ کو ساتھ لے کر سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس آ گئیں اور ان کی خدمت میں عرض کی آپ کی مدت رضاعت بڑھا کر کچھ عرصہ مزید اس رحمت کامل کو میرے پاس رہنے دیں تا کہ ان کی پرورش اور زبان و بیان میں مزید پختگی اور مہارت پیدا ہو جائے۔

واقعہ شق صدر:

مختار قول کے مطابق جب حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک چار سال ہوئی تو جبریل و میکائیل علیہما السلام آپ کے پاس آئے اور حضور کا سینۂ اقدس چاک کر کے قلب اطہر کو باہر نکالا اور اس میں سے لوتھڑا نما کوئی چیز نکال کر پھینک دی۔

پھر دونوں نے کہا: اے عظیم نبی! ﷺ یہ آپ کے ساتھ شیطان کی لذت کا سامان تھا۔ پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا: ان کو ان کے دس اُمتیوں کے ساتھ تولو، تو اس نے آپ کا وزن ان کے ساتھ کیا لیکن آپ بھاری رہے، پھر اس نے کہا سو کے ساتھ تولو، مگر آپ بھاری رہے۔ پھر اس نے کہا ہزار کے ساتھ تولو مگر آپ کا پلڑا بھاری رہا، اس نے کہا بس رہنے دو خدا کی قسم اگر تم ان کو پوری امت کے ساتھ بھی تولو گے تو ان کا وزن زیادہ ہوگا۔

ان واقعات سے حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا خوفزدہ ہوگئیں اور آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کے پاس لے آئیں۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے بتانے پر حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تمہیں یہ ڈر ہے کہ شیطان اس کو کوئی نقصان پہنچائے گا۔ اللہ کی قسم! شیطان کا کوئی داؤ اس پر نہیں چل سکتا۔ شق صدر کا واقعہ اس کے علاوہ غار حرا اور معراج کی رات بھی ہوا۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال:

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک جب چھ سال ہوئی تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر آپ کے ننھیال "بنی عدی بن نجار" کے ہاں مدینہ منورہ کچھ عرصہ کے لیے گئیں۔ حضور سید عالم ﷺ اس جگہ کی بہت ساری باتیں یاد فرمایا کرتے اور آپ نے اس مکان کے بارے میں فرمایا تھا یہاں مجھے میری والدہ ماجدہ لے کر آئیں تھیں۔ اُم ایمن رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے ایک یہودی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ اس امت کے نبی ہیں اور یہ مدینہ طیبہ اس کا دار ہجرت ہے۔ مدینہ شریف سے واپسی پر ایک مقام "ابواء شریف" ہے اس مقام پر آپ ﷺ کی والدہ کریمہ کا وصال ہوا اور وہیں تدفین ہوئی جب کہ آپ ﷺ ان کے ہمسفر اور جلیس تھے۔

حضرت عبدالمطلب کا وصال:

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ ﷺ کے دادا جناب عبدالمطلب نے کمال شفقت و محبت سے آپ کی کفالت اور سرپرستی کا فریضہ سرانجام دیا۔ آپ حضرت عبدالمطلب کی دوسری تمام اولاد کے برعکس ان کی خلوت و آرام کے وقت بھی ان کے ہاں تشریف فرمایا ہوا کرتے تھے یعنی آپ دادا کے نہایت چہیتے تھے۔ آپ کی عمر مبارک آٹھ سال ہوئی تو حضرت عبدالمطلب بھی آپ کو داغ مفارقت دے گئے اور آپ کی کفالت کا ذمہ آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی ابوطالب نے لے لیا۔

حضور سید عالم ﷺ کی عمر شریف بارہ سال کے قریب تھی تو آپ اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ شام کے سفر پر تشریف لے گئے یہاں تک کہ شام کے ایک شہر "بصریٰ" پہنچے اور بحیرہ راہب نے آپ ﷺ کو وہاں دیکھا وہ آپ کی صفات کریمہ دیکھ کر آپ کو پہچان گیا اور پاس آ کر آپ کا دست مبارک تھام کر کہنے لگا

"هٰذَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ هٰذَا سَيِّدُ الْمُرْسَلِيْنَ هٰذَا يَبْعَثُهُ اللهُ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ"

یہ تمام رسولوں کے سردار ہیں۔ یہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔

اس سے سوال کیا گیا تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ تو اس نے جواب دیا: جب تم کسی پہاڑی پر چڑھتے تھے تو کوئی درخت اور پتھر ایسا نہ تھا جو انھیں سجدہ نہ کر رہا ہو، یہ سوائے نبی کے کسی اور کو سجدہ نہیں کرتے۔ اور میں انھیں مہر نبوت کی وجہ سے بھی پہچانتا ہوں جو ان کے کندھوں کی ہڈی سے نیچے سیب کی طرح بنی ہوئی ہے اور ہم نے یہ ساری نشانیاں اپنی کتاب تورات سے اخذ کی ہیں۔

ابو طالب نے یہودیوں کے خطرہ کے پیش نظر آپ کو آگے لے جانا مناسب نہ سمجھا اور آپ کو لے کر واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے۔

حضور نبی کریم ﷺ کا سفر شام:

حضور سید عالم ﷺ کی عمر مبارک 25 برس کے قریب ہوئی تھی جب آپ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے کر ان کے غلام میسرہ کے ہمراہ ملک شام تشریف لے گئے حضور نبی کریم ﷺ نے بصریٰ کے بازار میں نسطور راہب کے صومعہ کے قریب ایک درخت کے نیچے قیام فرمایا۔ راہب آپ کے پاس آیا اور آپ کے سر اقدس اور پائے

مبارک کو بوسہ دیا اور کہنے لگا "اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ" میں گواہی دیتا ہوں آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ وہی رسول ہیں جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی اور یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد اس درخت کے نیچے سوائے نبی آخر الزماں کے کوئی اور نہیں بیٹھے گا۔

سیدِ عالم ﷺ کی سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی مبارک:

ملک شام سے واپسی کے دو ماہ پچیس دن بعد حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت خدیجہ بنت خویلد سے نکاح فرمایا، جن کی عمر اس وقت قریباً چالیس سال تھی، حضرت خدیجہ نے خود آپ ﷺ سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کو ساتھ لے کر حضرت خدیجہ کے والد کے پاس رشتہ طے کرنے گئے۔ بیس اونٹ حضرت خدیجہ کو حق مہر میں ملے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اس شادی میں موجود تھے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اپنی عفت و پاکبازی کے باعث "طاہرہ" اور "سَیِّدَۃُ النِّسَآءِ" کے لقب سے مشہور تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا ہی وہ پاکیزہ خاتون ہیں جنہیں سب سے پہلے امام الانبیاء کی زوجیت کا شرف حاصل ہوا۔ اور آپ رضی اللہ عنہا ہی اس امت میں سب سے پہلے مشرف بایمان ہوئیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے آپ کی موجودگی میں نہ دوسرا نکاح فرمایا اور نہ ہی کسی لونڈی کو اپنے پاس رکھا۔ امہات المؤمنین میں سب سے پہلے آپ کا انتقال ہوا اور حضور سرور کائنات ﷺ کی ساری اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی۔ سوائے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ عنہ کے جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے۔ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو مقوقس کے حاکم اسکندریہ مصر نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔

شفیع معظم ﷺ کی تعمیر کعبہ میں شرکت:

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک تقریباً 35 سال تھی جب قریش نے سیلاب اور دیگر

وجوہات کی بناء پر کعبۃ اللہ کی از سر نو تعمیر کا فیصلہ کیا۔ انھوں نے سعد بن ابی وقاص کے غلام "اقوم" کو کعبہ معظمہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ اس تعمیر میں حضور سید عالم ﷺ بھی شریک کار تھے اور آپ بھی قریش کے ساتھ مل کر بھاری پتھر اٹھا کر لاتے رہے۔

دوران تعمیر جب حجر اسود کی تنصیب کا موقع آیا تو باہم اختلاف پیدا ہو گیا۔ پھر فیصلہ ہوا کہ اگلے دن حرم میں سب سے پہلے داخل ہونے والے کو ثالث مان لیا جائے۔ اگلے دن سب نگاہوں نے دیکھا کہ مصطفیٰ کریم ﷺ سب سے پہلے جلوہ فرما ہوئے لہٰذا آپ نے فیصلہ کیا کہ ایک کپڑے میں حجر اسود رکھ کر ہر قبیلے کا سردار کپڑے کا کونہ پکڑ کر اٹھائے جب حجر اسود کا مقام قریب آیا تو نبی کریم ﷺ نے اپنے دست اقدس سے حجر اسود کو اپنے مقام پر نصب کر دیا۔ آپ کے اس عمل مبارک سے سرداران قریش کا اختلاف اسی وقت ختم ہو گیا۔

خاتم النبیین ﷺ کی بعثت:

حضور نبی کریم ﷺ کی عمر مبارک کے جب چالیس سال مکمل ہو گئے تو پیر کے دن سترہ رمضان المبارک آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے حکم سے آپ نے اعلان نبوت فرمایا خالقِ کائنات نے ساری کائنات کی طرف آپ کو بشیر و نذیر اور رحمۃ اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ نے فیض رسالت کو مخلوقات تک پہنچایا۔ کفر و ضلالت اور گمراہی و تاریکی کو اپنے نور سے ختم فرمایا۔ اُمت کو دعوت و نصیحت اور کرم و شفقت کے ذریعے ہر مصیبت و آفت سے بچایا۔ یہاں تک کہ لوگ جوق در جوق آپ کی دعوت و تبلیغ پر دین اسلام کی آغوش میں آنے لگے۔ راہِ حق سے منحرف کر دینے والے راستوں سے دور ہونے لگے، حضور سید عالم ﷺ کی برکت سے چار سو نور توحید کا اجالا پھیل گیا اور آپ سے محبت و وفاداری اور آپ کی اطاعت و فرمانبرداری کا صلہ خالق ارض و سماء نے جنت الفردوس کو تیار رکھا ہے۔

نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراپا مبارک:

علماء امت کی تحقیق کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مخلوق بالخصوص نسل انسانی کو اپنی تمام ضروریات زندگی سے زیادہ جس چیز کی احتیاج ہے وہ معرفت رسالت مآب ہے۔ کیونکہ جب تک سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت حاصل نہ ہو اس وقت تک اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی یعنی آپ کے احوال و کیفیات اور صورت و سیرت سے آگاہی، دنیوی و دینی محاسن او خصائص عالیہ سے معرفت حاصل کرنا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات گرامی میں جمع فرمائے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کمال اعتدال کے ساتھ بھرے ہوئے جسم والے تھے، جس کی خوبی میں کسی عیب کا شائبہ تک نہ تھا۔ آپ نہایت متوازن، معتدل اور ایسی حسین و جمیل شخصیت کے مالک تھے جس میں حسن تناسب کے سوا کچھ نہ تھا۔ آپ انوار و تجلیات ربانی کے مظہر اور عکس جمیل ہیں۔

چہرہ انور:

مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ انور، آئینہ جمال الٰہی اور مظہر انوار لامتناہی ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "مَا رَاَیْتُ شَیْئًا اَحْسَنَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین و جمیل شے میں نے کبھی نہیں دیکھی۔ کوئی شے فرمانے میں بہت زیادہ مبالغہ ہے۔ آپ کا حسن و خوبی ہر چیز پر فائق تھی رخ انور چاند سے کہیں بڑھ کر روشن اور تاب دار تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے مقدس مکمل گول نہیں تھا بلکہ بیضوی شکل میں لمبائی و گولائی کا حسین امتزاج تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چاند سے تشبیہ دینے میں ترجیح ہے چاند چونکہ اپنے نور سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور فرحت بخشتا ہے اور اس کے مشاہدہ سے دل کو انس و لذت حاصل ہوتی ہے اور اس کی طرف نظر کرنا ممکن ہے بخلاف آفتاب کے۔ ہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کنہ حقیقت کے عدم

ادراک اور آپ کے فضل وکمال کی انتہاء سے عقل وفہم کے عاجز ودرماندہ ہونے کی وجہ سے آفتاب سے بھی تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے فرمان کے مطابق آپ ﷺ تمام لوگوں میں سب سے خوبرو اور خوش طبع تھے۔

حسن یوسف، دم عیسیٰ، ید بیضا داری آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

چشم مبارک:

حضور نبی کریم ﷺ کی چشمان مبارک بڑی اور بھنویں دراز تھیں۔ آنکھوں کی پتلیاں گہری سیاہ اور پھیلی ہوئی تھیں۔ آنکھوں کے سفید حصے کے ساتھ سرخ ڈورے ملے ہوئے تھے۔ اور آپ کی آنکھیں سرمگیں تھی گویا کہ قدرتی سرمہ لگا ہوا تھا حضور نبی کریم ﷺ اکثر گوشہ چشم سے نظر فرماتے یہ عمل انتہائی وقار اور حیا کے سبب تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ رات کی تاریکی میں بھی ویسے ہی دیکھتے تھے جیسا دن کی روشنی میں اور اسی طرح آپ کی نظر مبارک سامنے اور پس پشت یکساں تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ جب آرام فرماتے تو حالت نوم میں آپ کی آنکھیں سوجاتی تھیں لیکن قلبِ اطہر نہیں سوتا تھا۔

گوش ہائے مبارک:

حضور نبی کریم ﷺ کے گوش ہائے مبارک کامل واکمل تھے، آپ کی سماعت شریف کے بارے میں ایک حدیث وارد ہے کہ آپ نے فرمایا میں ان چیزوں کو دیکھتا ہوں جن کو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں ان آوازوں کو سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے، آپ نے فرمایا: آسمان کے بھی لائق ہے کہ آواز نکالے کیونکہ آسمان میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں جہاں کسی فرشتے نے سجدہ نہ کیا ہو۔

جبیں سعادت:

حضور سید عالم ﷺ کی مبارک پیشانی کشادہ تھی۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

جب آپ کی پیشانی پر شکن آئی ہوتی تو ایسا معلوم ہوتا گویا چاند کا ٹکڑا ہے آپ ﷺ کی پیشانی مبارک سے نیک بختی، سعادت اور نورانیت مترشح ہوتی رہتی تھی۔ حضور سید عالم ﷺ گھنی، تیکھی، محرابی اور پوری غیر متصل بھنوؤں والے تھے، یعنی بھنویں مبارک آپس میں ملی ہوئی نہ تھیں۔ اہل عرب بھنوؤں کے اس فاصلے والی صورت کو ترجیحاً پسند کرتے۔ عربوں کی نگاہ تیز اور طبیعت نازک ہوتی ہے آپ کی بھنوؤں مبارک میں بال نہ تو پراگندہ تھے نہ چھدرے بلکہ خوبصورت اور متوازن تھے۔

؎ جن کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام

بینی مبارک:

حضور نبی کریم ﷺ کی بینی مبارک لمبی، پتلی اور درمیان سے قدرے بلند تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ کی بینی مبارک ایسی نورانی تھی جب تک دیکھنے والا بغور نہ دیکھے یہی گمان کرتا آپ کی بینی شریف بلند ہے حالانکہ وہ اتنی بلند نہ تھی بلکہ یہ بلندی نور کی تھی جو ہر شے کو نمایاں دکھاتا ہے نیز اس خوبی میں نیک بختی اور سعادت مندی کی نشانی ہے۔

؎ نیچی نظروں کی شرم وحیا پر درود اونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام

دہن مبارک:

رسول اللہ ﷺ فراخ دہن تھے اور کلام کا کشادگی دہن سے آغاز فرماتے تھے اور اپنے شوق سے ختم کرتے، شوق کا معنی فصاحت سے کیا جاتا ہے آپ کے دہن مبارک سے کلام تام، کامل اور بھرا ہوا نکلتا تھا، شکستہ اور ناقص الفاظ نہ ہوتے حضور نبی کریم ﷺ فصیح کامل تھے۔

؎ وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا چشمہ علم وحکمت پر لاکھوں سلام

لعابِ دہن شریف:

حضور نبی کریم ﷺ کا لعاب دہن بیماروں اور دلفگاروں کے لیے شفائے کامل تھا۔ حضرت

علی المرتضیٰ کی آنکھوں میں لگایا گیا تو اسی وقت تندرست ہو گئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے مکان کے کنوئیں میں اپنا لعاب دہن ڈالا تو مدینہ طیبہ میں کوئی کنواں اس سے زیادہ شیریں نہ تھا۔ ایک دن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سخت تشنگی میں تھے، آپ نے اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں دی وہ اسے چوستے رہے پھر وہ سارا دن سیراب رہے۔

تبسم شریف:

حضور نبی کریم ﷺ ہمیشہ متبسم رہا کرتے اور کبھی کبھی ضحک فرماتے یعنی مسکراتے جس میں فرطِ خوشی سے دندان مبارک نمایاں ہو جاتے۔ حضور نبی کریم ﷺ کبھی قہقہ لگا کر نہ ہنسے اور نہ کبھی آپ نے جماہی لی، کیونکہ جماہی اعضاء کی کسل مندی اور سستی کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جماہی سے محفوظ رکھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب نبی کریم ﷺ ضحک فرماتے تو دیواریں روشن ہو جاتی تھیں اور ان پر آپ کے دندان ہائے مبارک کا نور آفتاب کی شعاعوں کی طرح جلوہ افروز ہوتا۔

جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑے   اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

لہجہ شیریں:

حضور نبی کریم ﷺ کی آواز مبارک غایت درجہ پیاری تھی، آپ کی آواز سب سے زیادہ حسین اور دلکش تھی۔ زبان و بیان میں انتہائی فصاحت تھی آپ کا لہجہ بے حد شیریں اور آواز میں ایک طرح کا رعب تھا۔ حضور سید عالم ﷺ افصح العرب ہیں۔ نبی کریم ﷺ خوب واضح اور مفصل کلام کے ساتھ تکلم فرماتے۔ آپ ﷺ کے کلام مبارک کے خصائص میں ہے کہ آپ کو جوامع الکلم عطاء فرمائے گئے۔ جوامع الکلم سے وہ کلمات مراد ہیں جو غایت اختصار میں ہوں اور معانی کثیرہ کے حامل ہوں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک کی فصاحت، جوامع الکلم، انوکھا اظہار بیان اتنا خوبصورت اور زیادہ ہے کہ اس کا حصر و احاطہ ناممکن

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے تمام اعضاء مبارک میں وہ کمالات رکھ دیے ہیں جن کا حصول
کسی اور کے لیے محال ہے۔

دندان مبارک:

حضور نبی کریم ﷺ کے دندان مبارک حد درجہ سفید اور نورانی تھے، دندان مبارک
خوبصورتی کے ساتھ خوش منظر اور حسن ترتیب کا شاہکار تھے۔ آپ کے دانتوں کی رطوبت
شیریں تھی، آپ ﷺ کے سامنے والے دو دانت مبارک باہم ملے ہوئے نہ تھے بلکہ ان
میں ہلکا سا خلا اور کشادگی تھی۔ جب آپ ﷺ گفتگو فرماتے تو ان کے درمیان سے نور چھلکتا
ہوا دکھائی دیتا اور دانتوں کے مابین خالی جگہ چمکتا رہتا۔

سر اقدس:

حضور نبی کریم ﷺ کا سر مبارک بڑی پر وقار شکل میں تھا، جو آپ کے اعصاب دماغی کے
بلا آمیزش غیر معمولی طور پر مضبوط ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ حضرت ابو ہالہ کی روایت میں ہے
آپ کا سر مبارک عظیم تھا، عظیم ہونے سے سر کی بزرگی، وفور عقل اور جودت فکر مراد ہے
حضور نبی کریم ﷺ کی مبارک زلفیں کبھی شانوں سے مس ہوتی تھیں تو کبھی آدھے کانوں
تک، کبھی کانوں کی لو تک ہوتی تھیں اور کبھی ان دونوں سے بڑھ جاتی تھیں لیکن کندھوں
نہیں پہنچ پاتی تھیں۔

آپ ﷺ پہلے پہل بال مبارک سر کے گرد یا پیشانی مبارک کی طرف چھوڑا کرتے تھے بعد
میں سر اقدس کے درمیان مانگ نکال لیا کرتے تھے اور دونوں طرف دو دو کی صورت میں
چار گیسو بنا لیتے تھے۔ محبوبِ خدا کے موئے مبارک گہرے سیاہ تھے آپ کی مقدس زلفیں
تو بہت زیادہ خمدار تھیں نہ ہی بالکل سیدھی بلکہ ان دونوں کی درمیانی حالت میں تھیں ہر وقت
ایسا لگتا تھا جیسے کنگھی کی ہوئی ہے۔

لحیہ شریف:

حضور سید عالم ﷺ کی داڑھی مبارک میں بال بکثرت تھے، آپ کی داڑھی مبارک گھنی تھی لمبائی، چوڑائی میں نہایت موزوں اور حسن تناسب کا نمونہ تھی حضور نبی کریم ﷺ کی ریش مبارک سینہ مبارک پر تھی اور شارب یعنی لبوں کو ترشواتے تھے۔ کیونکہ آپ کے تمام معاملات اعتدال اور توازن پر تھے۔ آپ ﷺ کی داڑھی مبارک اور سر اقدس میں بیس سے زیادہ سفید بال نہ تھے۔ بلکہ محتاط اعداد و شمار کے مطابق انیس موئے مبارک سفید تھے۔

گردن مبارک:

حضور سید عالم ﷺ کی گردن مبارک کسی بے عیب تراشیدہ پیکر کی مانند تھی اور اس شفاف چاندی کی طرح نکھری ہوئی تھی جس میں تغیر اور ٹیڑھا پن نہ ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے آپ کی گردن مبارک سفید تھی گویا کہ چاندی سے بنائی گئی ہے۔

صدر مبارک:

حضور نبی کریم ﷺ کا سینہ مبارک کشادہ اور کندھوں سے ملا ہوا تھا یہ ظاہری حلیہ کے بیان میں داخل ہے صدر معنوی کا ذکر آیت کریمہ میں ہے

"اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ" اے محبوب کیا ہم نے آپ کو شرح صدر عطا نہ فرمایا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کا مقام بہت عالی ہے کیونکہ اس کا تمام وکمال ذات بابرکات سید العالمین ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔

بطن اطہر:

آپ ﷺ کا شکم مبارک ہموار اور سینہ اقدس فراخ تھا نہ سینہ مبارک شکم سے بلند اور نہ شکم مبارک سینہ سے بلند دونوں برابر اور ہموار تھے۔ حضرت ام ہانی کی روایت کے مطابق آپ

کا شکم اطہر گویا کاغذ تھا جنہیں لپیٹ کر تہہ کر کے ایک دوسرے پر رکھ دیا ہے۔ حلق مبارک کے نیچے سے بالوں کی ایک لکیر شاخ نازک کی طرح ناف سے ملی ہوئی تھی۔ آپ کی پشت مبارک پاک صاف اور سفید و ہموار تھی۔ آپ کی پشت مبارک اور بطن پیٹ اقدس پر اس کے علاوہ بال نہ تھے۔ البتہ آپ کے بازوؤں، شانوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر بال مبارک تھے۔

مبارک رنگت:

حضور نبی کریم ﷺ کا رنگ مبارک روشن و تاباں تھا، جمہور صحابہ کرام کا اتفاق ہے کہ آپکا رنگ مبارک مائل بہ سفیدی تھا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے آپ ﷺ کی رنگت مبارک سرخ و سفید تھی اور آپ کی رنگت میں چمک اور تابانی خوب تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ رنگت مبارک گندمی تھی۔ آپ ﷺ کی رنگت انتہائی خوش نما تھی اور دیدار جانفزا حاصل کرنے والوں کے قلوب کو موہ لیتی تھی۔

قد و قامت زیبا:

حضور سید عالم ﷺ کا قد مبارک باغ قدس اور بوستان انس کی شاخ تھا۔ انتہائی لطیف، درست اور چست تھا نہ کوتاہ قد نہ دراز لیکن مائل بہ درازی تھا۔ آپ ﷺ متوسط القامت تھے۔ جب آپ لوگوں کے درمیان چلتے تو آپ ہی سر بلند دکھائی دیتے تھے اور جب آپ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو آپ ﷺ کے مبارک کندھے لوگوں کے کندھوں سے نمایاں نظر آتے۔ آپ ﷺ کے جسم انور کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں ظاہر نہیں ہوتا تھا اس لیے کہ آپ نور ہیں اور نور سے ظلمتیں چھٹ جاتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ کے نورانی اعضاء مبارکہ لباس مقدس سے جدا لباس کی اوٹ سے اپنے ہونے کا احساس دلاتے۔ گویا کوئی درخشندہ آفتاب ہے جو لوگوں کے درمیان رہ کر اپنی چمک والی رنگت کے ساتھ حسن و

جمال کی انتہائی حدوں کو چھو رہا ہے۔آپ ﷺ کے جسم معطر کی خوشبو مشک و کستوری سے بھی زیادہ معطر تھی۔صحابہ کرام سید کائنات ﷺ کے پسینہ مبارک کو اپنی خوشبویات میں ملایا کرتے تا کہ ان کی مہک میں مزید اضافہ ہو جائے۔

مہر نبوت:

حضور سید عالم ﷺ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں، یہ ابھرے ہوئے سرخ گوشت کی طرح تھی۔شکل میں سیب یا کبوتری کے انڈے جیسی تھی اس کے اردگرد تل تھے اور اس پر گچھا نما بال بھی معلوم ہوتے،مہر نبوت جسد اطہر کی طرح صاف اور نورانی تھی۔مہر نبوت اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں میں سے وہ عظیم نشانی ہے جس سے حضور سید عالم ﷺ کو مخصوص فرمایا گیا۔

دست ہائے مبارک:

حضور نبی کریم ﷺ کی ہتھیلی مبارک ریشم سے زیادہ نرم،مشک و عنبر سے زیادہ معطر اور برف سے زیادہ ٹھنڈی تھی۔ہر بھلائی اور عطا کی طرف تیزی سے مائل ہونے والی تھی۔اور آپ کے دست ہائے مبارک کا پنجہ یعنی بند مٹھی بہت خوب صورت اور مائل بہ درازی تھا۔آپ کے دونوں بازو اور کلائیاں مبارک فربہ یعنی گوشت سے پر تھیں۔حضرت انس بن مالک کی روایت میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے نرم حریر و دیباج کو نہ پایا۔حضرت سعد کے جسم پر آپ نے دست اقدس پھیرا تو وہ فرماتے ہیں میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے جگر میں محسوس کی۔آپ ﷺ کے دست مبارک کے آثار،صفات، برکات اور معجزات اتنے زیادہ ہیں کہ انھیں احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔

قدم مبارک:

مصطفیٰ کریم ﷺ کے مبارک تلوے درمیان سے گہرائی والے تھے یعنی پاؤں مبارک کا

درمیانی حصہ کچھ اٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ کے دونوں پاؤں نہایت ہموار اور ملائم تھے جن میں کوئی شکستگی اور گڑھا نہیں تھا۔ آپ ﷺ کے قدمین شریفین کی انگشت سبابہ یعنی انگوٹھے کی ساتھ والی انگلی بقیہ انگلیوں سے قدرے دراز تھی۔

حضور سید عالم ﷺ کی مبارک ایڑیاں کم گوشت والی تھیں اور ہر ایڑھی اپنے حسن کے لحاظ سے فائق تھی۔ حضور سید عالم ﷺ قدم مبارک زمین سے بزور اور نپے تلے انداز میں اٹھاتے تھے۔ آپ ﷺ انتہائی پروقار طریقے سے چلتے تھے اور نہایت میانہ روی سے چلتے نہ اتنا تیز کہ باقی لوگوں سے بہت آگے نکل جائیں اور نہ اتنا آہستہ کہ پیچھے رہ جائیں۔ گویا زمین خوبصورتی سے ان کے لیے لپیٹ دی گئی ہے۔ آپ ﷺ چلنے میں آگے کی طرف جھکاؤ رکھتے اور سامنے کی طرف مائل رہتے۔

فضلات مبارکہ:

حضور نبی کریم ﷺ کے فضلات مبارکہ سطح ارض پر دکھائی نہ دیتے تھے بلکہ زمین انھیں اپنے سینے میں سمیٹ لیتی تھی وہاں سے اسی وقت تر و تازہ خوشبو مہک اٹھتی۔ حضور سید عالم ﷺ اپنے وجود اقدس اور اعضاء مبارکہ کے غیر معمولی ہونے کے باعث لوگوں میں ممتاز حیثیت کے حامل تھے اور اس کے ساتھ آپ قوی و کامل حواس والے بھی تھے۔ آپ ﷺ کو کبھی احتلام نہیں ہوا کیونکہ یہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کو خفیہ یا اعلانیہ کسی بھی حالت میں آپ پر غلبہ نہ پانے دیا۔ آپ ﷺ کے اعضائے شریفہ کے اظہار میں قاعدہ کلیہ توسط و اعتدال ہے۔ کیونکہ مدار حسن و جمال اور بنائے فضل و کمال یہی توسط و اعتدال ہے۔

حضور سید عالم ﷺ کے سراپا قدس کی ساری گفتگو ظاہری حلیہ اقدس کے متعلق ہے ورنہ آپ کی کنہ حقیقت فہم و ادراک سے بہت بلند ہے کوئی بھی دور و نزدیک سے پوری طرح معرفت

حاصل نہیں کر سکتا۔ ساری کائنات آپ کی کنہ حقیقت کے ادراک سے عاجز ہے اور آپ کے فضل وکمال کی انتہاء کے مطالعہ سے عقل وفہم عاجز ہیں۔ اور آپ کے اوصاف وکمالات کا بیان الفاظ سے ممکن ہی نہیں۔ صورت ومعنی کے لحاظ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال خلقت واعتدال اور آپ کا جلال وجمال اس حد تک ہے جو حد واحصاء سے باہر ہے جو کچھ بیان ہوا وہ ایسے ہے جیسا دریا کے مقابلہ میں ایک قطرہ اور بیضاء کے ساتھ ایک ذرہ کو نسبت ہوتی ہے۔

خصائصِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

حضور سید العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولین وآخرین کے سردار، ملائکہ مقربین کے آقا، تمام مخلوقات کے مولیٰ اور رب العالمین کے حبیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے افضل، قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ سے مخصوص ہیں، تمام کائنات کی طرف آپ کی رسالت عامہ مخصوص ہے۔ لواء الحمد کے مالک، حوض کوثر کے قاسم اور مقام محمود پر متمکن آپ ہی ہیں۔ معجزات باہرہ کے مالک، کرامات ظاہرہ وباطنہ اور حجت قویمہ مستقیمہ، اَن گنت فضائل اور بے شمار خصائص وشمائل کے مالک آپ کی ذات گرامی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محبت اور خلت سے آپ کو مصطفیٰ بنایا اور وہ قرب عطا فرمایا جو جہت، احاطہ اور منزلت سے پاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معراج کے ساتھ مخصوص فرمایا اور بیت المقدس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت سے نوازا تاکہ بتایا جائے آپ ہی سید الکل اور اولین وآخرین کے مددگار ہیں۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجودِ کائنات کا سبب ہیں:

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا۔ پھر عرش معلیٰ سے تحت الثریٰ تک تمام مخلوق آپ کے بعض نور سے پیدا کی گئی۔ لہٰذا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود شہود کی طرف تشریف لانا ہر موجود کے لیے رحمت ہے اور آپ ہی ہر موجود کے وجود کا سبب ہیں اور تمام مخلوقات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے لہٰذا آپ رحمت کافیہ اور نعمت وافیہ ہیں۔

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ارواح کے چشمے پھوٹے، پھر اس کے بعد عالم اجساد و اشباح میں ج
پیدا ہوا سو پیدا ہوا۔ اگر آپ کی ذات مقدسہ کی تخلیق نہ ہوتی تو نہ افلاک بنائے جاتے اور نہ
ہی املاک کا وجود ہوتا۔ جو ہستی اس مرتبہ و منصب کی ہے وہ عالمین کے لیے رحمت ہے او
بلاشبہ تمام کائنات آپ کے سبب مشرف ہے لیکن اس کائنات میں جو آپ کی فرمانبرداری
ایمان سے بہرہ ور ہوئے وہ "شرافت" پر باقی رہے اور جنہوں نے کفر و طغیان کیا ان سے و
شرافت دور ہوگئی۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سید الخلق ہیں اور آپ علی وجہ العموم سب سے افضل
ہیں۔ جیسا کہ تمام اہلسنت کا اس پر اجماع ہے۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کامل الاوصاف ہیں:

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تمام ظاہری و باطنی کمالات جمع فرمادیے اور آپ کو امام الکل
بنایا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کے لیے کامل عبودیت کی صفت سے متصف ہیں او
اللہ تعالیٰ کی تکمیل سے آپ "کامل الاوصاف" ہیں۔ آپ ہر کمال سے متصف، تمام فضائل
سے مزین اور علوم و افعال کی بہترین خصلتوں کے مالک ہیں۔ اخلاق و احوال میں جو کمال
حسن ہو سکتا ہے وہ بدرجہ اتم آپ میں موجود ہے۔ آپ ہی حقائق ازلیہ کے مورد و مصد
ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حقائق کے ورود کا محل
ہے اور پھر مخلوق کی طرف ان حقائق کے صدور کا محل بھی آپ ہی کی ذات گرامی ہے۔ اللہ
تعالیٰ نے جو آپ پر نازل فرمایا آپ نے اسے محفوظ کر لیا۔ وہ جو کسی دوسرے کی طاقت میں
نہ تھا اور نہ ہی آپ سے پہلے کسی پر نازل کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہِ الٰہی سے بـ
واسطہ فیض یافتہ ہیں۔ آپ کے علاوہ کوئی دوسرا ایسا نہیں، پس اللہ تعالیٰ سے آپ کے واسطہ
کے بغیر فیض حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ بارگاہ الٰہیہ سے کسی کامل کو جو کچھ ملتا ہے وہ آپ کے
واسطے اور آپ کے ہاتھوں سے ہی ملتا ہے۔

رحمت عالم ﷺ تمام خصوصیات کے جامع:

حضور نبی کریم ﷺ کا عالم محسوسات میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اس لیے ظہور ہوا تا کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے کمالات کی آپ تکمیل فرمائیں۔ انبیاء سابقین میں جس قدر کمالات، ہدایت، معجزات اور خصوصیات تھیں وہ حضور نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس میں وافر موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ فضیلت بخشی کہ فرشتوں نے آپ کو سجدہ کیا، حضور نبی کریم ﷺ کو اس سے بڑھ کر یہ فضیلت عطا کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے ہمیشہ حضور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے درجہ خلت عطا فرمایا مگر حضور سید عالم ﷺ کو اس سے بڑھ کر مقام محبت عطا فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا کیا کہ آپ کے دست مبارک میں لوہا موم ہو جاتا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ام معبد کی بکری کے خشک تھنوں پر دست اقدس پھیرا تو وہ دودھ دینے لگی اور اس سے بڑھ کر یہ کہ حضور نبی کریم ﷺ نے عرب جیسی قوم کے دلوں کو نرم فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہوا کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع فرمایا اور پرندے وغیرہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کیے جو آپ کے کام کرتے۔ حضور نبی کریم ﷺ کو براق عطا کیا گیا جو ہوا سے بدرجہا تیز ہے اور چرند و پرند حضور سید عالم ﷺ سے ہم کلام بھی ہوتے اور تابع ایسے ہوئے کہ آپ پر ایمان لے آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن کا حظ وافر عطا ہوا مگر حضور سید عالم ﷺ کو کل حسن عطا ہوا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے عصا مبارک سے بحر کو شق کیا اور اپنے عصا کے ساتھ پتھر سے پانی کے چشمے جاری کر دیے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس سے بڑھ کر عالم علوی میں تصرف فرمایا اور اپنی انگشت مبارک سے چاند کو دو ٹکڑے کر دیا اور اپنی انگلیوں سے چشموں کی مانند پانی جاری کر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ فرما دیتے برص زدہ اور اندھے کو اپنے دست مبارک سے شفا دیتے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے کھجور کے

مردہ تنے کو زندگی عطا فرمادی اور درختوں اور سنگریزوں کا کلام کرنا، مُردوں کے کلام کرنے سے زیادہ عجیب ہے۔ ان کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو بے شمار معجزات عطا فرمائے۔ بلکہ آپ کو سراپا معجزہ بنا کر بھیجا۔

حضور نبی کریم ﷺ علم وہدایت کا منبع ہیں:

بدر الطریقۃ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب حضرت عزرائیل علیہ السلام نے زمین سے مٹی کی ایک مٹھی اٹھائی، اس سے پہلے ابلیس اپنے قدموں سے زمین کو روند چکا تھا جس سے زمین کا کچھ حصہ اس کے قدموں کے درمیان رہا اور بعض حصہ اس کے قدموں تلے آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے جس قدر نفس امارہ پیدا کیے وہ زمین کے اس حصہ سے پیدا کیے جس پر ابلیس کے پاؤں پڑے تھے، جس کی وجہ سے نفوس امارہ برائیوں اور شرارتوں کا مرکز بن گئے۔ جس حصہ زمین پر ابلیس کے قدم نہ لگے اس سے حضرات انبیاء کرام اور اولیاء کی مٹی لی گئی۔ جب عزرائیل علیہ السلام اس جگہ کی مٹی اٹھا رہے تھے تو اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت اس جگہ پر تھی اس لیے نفس امارہ کی جہالت کا ذرہ بھی اس مٹی میں نہ تھا بلکہ جہالت مکمل طور پر الگ کر دی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کو "علم وہدیٰ" کے ساتھ مبعوث فرمایا اور آپ کے قلب اطہر سے یہ علم وہدایت شریف النفس لوگوں تک منتقل ہوا اور آپ کے نفسِ قدسیہ مطمئنہ نے حصہ پایا۔ جس سے ان نفوس کی حضور نبی کریم ﷺ کے "نفسِ پاک" سے مناسبت ہو گئی یعنی طہارت اصلیہ جو اصل مٹی میں تھی وہ ان حضرات میں بھی بقدر حصہ منتقل ہوئی۔ لہٰذا ہر وہ شخص جس کو اس بات سے جس قدر زیادہ قربت ومناسبت ہو گی وہ اسی قدر قبول، تسلیم اور کمال ذاتی میں زیادہ حصہ پائے گا۔ پھر بعض حضرات ایسے بھی ہیں جنھیں آپ ﷺ کے ساتھ طہارت ذاتیہ میں بہت قریب کی مناسبت ہے اور آپ کی میراث لدنی سے انھیں وافر حصہ ملا لیکن وہ بظاہر آپ سے از روئے مسکن ومدفن کوسوں دور رہتے

ہیں۔ ان حضرات کی یہ دوری حضور ﷺ کے ساتھ معنوی قرب کے منافی نہیں۔ ان حضرات کا زمین کے دور دراز حصوں میں رہنا اور دفن ہونا اسی طرح ہے جس طرح آپ ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے اور آپ ﷺ کا روضہ شریف مدینہ منورہ میں ہے۔

بعض حضرات کے نزدیک حضور نبی کریم ﷺ کے انفرادی طور پر مکہ مکرمہ سے دور دفن ہونے میں آپ کے فضل کے اظہار میں زیادتی اور یہ بتانا مقصود ہے کہ آپ متبوع ہیں تابع نہیں۔ کیونکہ اگر آپ مکہ مکرمہ میں ہی مدفون ہوتے تو آپ کی زیارت کرنے والا بالتبع آپ کا قصد کرتا۔ کیونکہ اصل قصد حج یا عمرہ کی سعادت حاصل کرنا ہوتا تو اس ارادے اور قصد کے اعتبار سے آپ تابع ہوتے اور یہ آپ کی ذات عالیہ کے لائق نہ تھا۔ لہٰذا اس کا تقاضا ہوا کہ آپ مخصوص جگہ میں انفرادی طور پر جلوہ گر ہوں تاکہ آپ کی زیارت کرنے والا صرف آپ کی زیارت کا قصد کر کے جائے اور لوگ اس بات میں ممتاز ہو جائیں کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کے لیے خوب تیاری اور مکمل ارادے کے ساتھ صرف اور صرف بارگاہِ نبوی کی حاضری کے لیے جاتے ہیں اور ان کا شدِ رحال صرف زیارت محبوب رب العالمین کے لیے ہے۔

سید عالم ﷺ تمام پیغمبروں کے نبی:

حضور نبی کریم ﷺ تمام پیغمبروں کے نبی اور ان تمام کی طرف سے رسول بنا کر بھیجے گئے۔ باوجودیکہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی نبوت پر باقی تھے۔ اسی لیے قیامت کے دن تمام انبیاء کرام علیہم السلام آپ کے جھنڈے تلے تشریف فرما ہوں گے اور دنیا میں شبِ معراج ایسا ہی ہوا کہ آپ نے امام بن کر نماز پڑھائی۔ تمام انسانوں کی طرف جس شخصیت کو رسول بنا کر بھیجا گیا وہ صرف اور صرف آپ ہیں لہٰذا آپ ہی سب کے سردار ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ کے علاوہ ہر رسول کو ایک خاص قوم کی طرف بھیجا گیا اور آپ کو رسالت عامہ سے

سرفراز کیا گیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت ہر پیغمبر کی روحانیت کے ساتھ موجود ہے اور ان کی طرف امداد آپ کی روح مبارک سے ہی آتی رہی۔ جس کے ذریعہ یہ حضرات شریعتوں کا اظہار اور اپنے دور میں علوم کا فیضان بحیثیت رسول دوسروں تک پہنچاتے ہیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں اپنے ظہور کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت کے مطابق ہی فیصلے فرمائیں گے۔ تمام آیات و معجزات جو بزرگ و محترم رسول لائے وہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرف سے ان کو پہنچے کیونکہ آپ فضیلت کے آفتاب ہیں اور وہ اس آفتاب کے ستارے ہیں جو انوار آفتاب کو لوگوں کے لیے تاریکیوں میں ظاہر کرتے ہیں۔ لہٰذا تمام شریعتیں جو انبیاء کرام علیہم السلام لائے وہ آپ کی شریعتیں ہیں اور آپ کی طرف منسوب ہیں۔

اولین وآخرین کے سردار:

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولین و آخرین، مقرب فرشتوں اور تمام مخلوقات کے سردار ہیں۔ وہ حضرات جن پر اللہ تعالیٰ کی بیش بہا نعمتیں نازل ہوئیں ان تمام میں سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہترین اور افضل شخصیت ہیں، آپ کی ذاتِ مقدسہ سب سے ارفع و اعلیٰ ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے خاصہ اور زبدہ ہیں اور آپ انبیاء کرام علیہم السلام کی وہ مہر ہیں جو ہر قسم کے فضائل و مناقب کی جامع ہے۔ کوئی پیغمبر ایسا نہیں جو آپ کے نور میں غوطہ زن نہ ہوا ہو۔ آپ کے سمندر سے پانی حاصل کرنے والا نہ ہو، ہر نبی اپنے مقام و مرتبہ کے مطابق اس سے بہرہ ور ہوتا ہے، ہر قسم کی خیر و برکت آپ ہی سے حاصل ہوتی ہے اور آپ کی طلعت سے ہی ظاہر ہوتی ہے۔ آپ ہی تمام روح اعظم، آدم اکبر، صاحب کلمہ جامعہ اور رسالت محیطہ کے تاجدار ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے نام پر جمع کرنے والے ہیں اور تمام خیرات کے دائروں کے جامع بھی آپ ہیں، رسالت، نبوت،

حقائق عیانیہ، اسرار توحید ربانیہ کے جامع بھی حضور سیدِ عالم ﷺ ہی ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے لیے ہی سب سے پہلے قبر انور شق ہوگی، سب سے پہلے آپ باہر تشریف لائیں گے، آپ ہی وہ پہلی شخصیت ہوں گے جو "پل صراط" سے گزریں گے، آپ ہی سب سے پہلے شفاعت کا دروازہ کھولیں گے، حضور نبی کریم ﷺ ہی سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور حضور سید عالم ﷺ مقام عرش پر اس جگہ جلوہ فرما ہوں گے جہاں کوئی بھی کھڑا نہ ہوگا اور اس پر سب اگلے پچھلے رشک و غبطہ کریں گے۔

آیات قرآنیہ اور احادیث صحیحہ حضور نبی کریم ﷺ کے فضل و شرف، علو شان، آپ کی مدح و ثناء، توقیر رتبی، رفعت مقام، علو مرتبت، عظمت و تعظیم اور حفظ ادب پر صادق و دال ہیں۔ کوئی بزرگی آپ کی بزرگی کے برابر اور کوئی قدر آپ کی قدر کے مساوی نہیں، کتنی عظیم قدر و منزلت ہے جس کی مدح و ثناء پروردگار عالم مالک عرش عظیم فرمائے۔ حضور سید عالم ﷺ کی صفات، مراتب، فضائل، کمالات، خصائص اور درجات کی تفصیل کو حدو شمار میں لانا ناممکن ہے۔ جو مناقب و کمالات بطور خاص آپ کو عطا کیے گئے ان میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں۔

حضور سید عالم ﷺ کی اولاد پاک:

حضرت سید قاسم رضی اللہ عنہ: انہیں کی نسبت سے حضور سید عالم ﷺ کی کنیت "ابوالقاسم" ہے۔ نبی کریم ﷺ کی اولاد میں سب سے پہلے دو سال کی عمر میں وصال فرمایا۔

حضرت سید عبداللہ رضی اللہ عنہ: حضور نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد پیدا ہوئے۔ ان کے نام طیب و طاہر بھی تھے بعض لوگوں نے طیب و طاہر کو الگ شمار کیا مگر علماء کے نزدیک اثبت قول یہی ہے کہ طیب و طاہر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو کہا جاتا تھا۔ حضرت عبداللہ کا صغر سنی میں ہی وصال ہوگیا۔

حضرت سید ابراہیم رضی اللہ عنہ: آٹھ ہجری ماہ ذی الحجہ میں متولد ہوئے۔ حضور نبی کریم ﷺ کی آخری اولاد ہیں۔ ۱۸ ماہ کی عمر مبارک میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے آپ کے علاوہ باقی اولاد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے پیدا ہوئی۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا: حضور اکرم ﷺ کی سب سے بڑی صاحبزادی ہیں۔ ان کا عقد اُن کے خالہ زاد ابوالعاص بن ربیع سے ہوا۔ ابوالعاص کی والدہ ہالہ بنت خویلد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی بہن تھی۔ انھوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی اور ان سے حضرت امامہ رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں۔ جن کو سرکار دو عالم ﷺ نماز میں اٹھائے رکھتے۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ایک لڑکا علی بھی پیدا ہوا مگر وہ بلوغت کے قریب وصال فرما گئے۔

حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا: ان کا عقد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ یہ دونوں ہجرتوں میں شریک ہوئیں پہلے حبشہ کی جانب پھر مدینہ طیبہ کی جانب ہجرت کی۔ ان سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ان کی وجہ سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ غزوہ بدر کے موقع پر حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا۔

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے وصال کے بعد آپ کا نکاح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے اپنی ہمشیرگان کے ہمراہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت کی۔ ۹ ہجری شعبان المعظم میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ سے حضرت عثمان غنی کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔ بعض کے نزدیک دو فرزند متولد ہوئے اور بچپن میں ہی فوت ہو گئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ جو حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئے وہ بھی دو یا چھ سال کی عمر میں وصال فرما گئے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا کوئی فرزند حضور

ﷺ کی صاحبزادیوں سے زندہ نہ رہا۔

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا: حضرت زہرا سیدۃ النساء ہیں۔ تمام لوگوں میں رسول خُدا ﷺ سے راہ وروش، صورت وسیرت اور کلام میں سب سے زیادہ مشابہ تھیں۔ نبی کریم ﷺ نے بدر سے واپسی پر ۲ ہجری میں ان کا عقد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت امام حسن مجتبیٰ، حضرت امام حسین، حضرت محسن، حضرت زینب، حضرت ام کلثوم اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہم پیدا ہوئے۔ حضرت محسن اور حضرت رقیہ کا ایام طفولیت میں وصال ہو گیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر سے ہوا۔ حضرت اُم کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت فاروق اعظم سے ہوا۔ حضرت سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کا وصال حضور نبی کریم ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد ہوا اور اس وقت آپ کی عمر مبارک ۲۹ برس تھی۔

سید عالم ﷺ کی ازواج مطہرات:

ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا: حضور ﷺ نے سب سے پہلے ان سے نکاح فرمایا اور آپ کی موجودگی میں کسی اور عورت سے نکاح نہ فرمایا۔ قریباً پچیس سال حضور ﷺ کی معیت میں رہیں۔ بہت عاقلہ اور فاضلہ خاتون تھیں۔ حضور سید عالم ﷺ پر سب سے پہلے ایمان لائیں۔ انھوں نے اپنا سارا مال رسول کریم ﷺ کی رضا میں خرچ کیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کو حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی مرقد مبارک جنتِ معلیٰ مکہ مکرمہ میں ہے۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں بہت عاقلہ، فقیہہ اور عالمہ تھیں۔ انھوں نے نو سال نبی کریم ﷺ کی صحبت میں گزارے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے علاوہ کسی باکرہ سے نکاح نہ فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کو بہت محبوب تھیں۔ وقت وصال حضور نبی کریم ﷺ کا سر اقدس

آپ کی گود میں تھا اور آپ کے حجرہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آرام فرما ہیں۔

ام المومنین سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا: یہ اوائل بعثت مکہ مکرمہ میں ہی ایمان لے آئیں انھوں نے پہلے اپنے خاوند حضرت سکران رضی اللہ عنہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور حضرت سکران کے وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا: حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ پہلے حضرت خنیس بن حذافہ رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا یہ بدری صحابی ہیں ان کے وصال کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انہیں اپنی زوجیت سے مشرف فرمایا۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا: ان کا نام ہند بنت ابی امیہ مخزومی تھا ان کا نکاح پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پھوپھی زاد ابوسلمہ عبد بن الاسد کے ساتھ ہوا۔ ان کے وصال کے ۴ ہجری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح میں آئیں ازواج مطہرات میں سے سب سے آخر میں آپ کا وصال ہوا۔

ام المومنین سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا: زمانہ جاہلیت میں یہ ام المساکین کے نام سے مشہور تھیں کیونکہ یہ فقراء اور مساکین کو کھلانا کھلاتیں اور سخاوت کرتی تھیں۔ ان کا نکاح عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوا وہ غزوہ اُحد میں شہید ہو گئے اور اس کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حبالہ عقد میں آئیں۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا: ان کا نام برہ تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کا نام زینب رکھا۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پھوپھی حضرت امیمہ بنت عبدالمطلب کی صاحبزادی تھیں۔ پہلے یہ حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں تھیں۔ پھر بعد میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حرم میں داخل ہوئیں۔ ان کا واقعہ قرآن کریم میں بھی مذکور ہے۔

ام المومنین سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا: ان کا نام بھی برہ تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بدل کر جویریہ

رکھا۔ یہ بہت عبادت گزار اور ذاکرہ تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ٦ ہجری میں ان کے ساتھ نکاح فرمایا۔ لوگوں کو جب اس نکاح کی خبر ملی تو انھوں نے بنی مصطلق کے تمام غلاموں کو آزاد کردیا۔ آپ کے نکاح کی برکت سے سو خاندان آزاد ہوئے۔

ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا: یہ ابوسفیان کی صاحبزادی ہیں۔ ان کا نام رملہ تھا۔ انھوں نے ابتداء میں اسلام قبول کیا اور حبشہ کی جانب ہجرت کی پہلے خاوند سے ایک بیٹی حبیبہ تھی اس وجہ سے آپ کی کنیت ام حبیبہ ہے پہلا خاوند حبشہ جا کر مرتد ہوگیا۔ ۲ ہجری میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حبالہ عقد میں آئیں۔

ام المومنین سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا: آپ حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہ کنانہ بن ربیع کے نکاح میں تھیں۔ وہ غزوہ خیبر میں قتل ہوگیا اور یہ قید ہوئیں۔ انھوں نے اسلام قبول کرلیا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انھیں آزاد کر کے اپنی زوجیت کا شرف بخشا۔

ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا: ۷ ہجری میں عمرۃ القضاء سے واپسی کے موقع پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام ''سرف'' میں آپ سے نکاح فرمایا آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری زوجہ ہیں۔ تقدیر الٰہی کہ جس مکان میں آپ کی رخصتی ہوئی اسی جگہ آپ کا وصال ہوا اور آپ وہیں دفن ہیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اور **حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا** حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں دنیا سے رخصت ہوئیں اور باقی ازواج مطہرات حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد دنیا سے رخصت ہوئیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور پھوپھیاں:

ابن سائب کے قول کے مطابق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیارہ چچا تھے۔

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ: آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ہونے کے ساتھ رضاعی

بھائی اور ہم زلف رسول بھی ہیں۔ان کی بیٹی امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہا کو حضور کے نکاح کے لیے پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا میرا ان سے نکاح نہیں ہوسکتا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی رضاعت کے سبب شیخ محقق فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ساتویں آسمان میں لکھا ہوا ہے حمزۃ اسد اللہ و اسد رسولہ۔ یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے تین دن پہلے ایمان لائے اور بدری صحابی ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ: نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں انھیں بڑا اعزاز حاصل تھا فتح مکہ، حنین، طائف اور تبوک کے غزوات میں حضور سید عالم ﷺ کے ہمرکاب تھے حضرت عباس کی کنیت ابوالفضل ہے بیعت عقبہ میں یہ حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔

حضرت ابوطالب: ان کا نام عبد مناف تھا۔ نبی کریم ﷺ سے بے پناہ محبت کرتے۔ حضرت عبدالمطلب کی وفات کے بعد حضور ﷺ کی پرورش کا فریضہ انھوں نے سر انجام دیا۔ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا کہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ جب کھانا کھانے بیٹھتے تو جب تک سرورِ عالم ﷺ دسترخوان پر جلوہ گر ہوکر کھانا شروع نہ فرماتے اس وقت تک حضرت ابوطالب کسی کو کھانے کی اجازت نہ دیتے۔

مقوم: ان کا نام عبدالکعبہ بھی آتا ہے۔ یہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے سگے بھائی تھے۔ ان کے علاوہ ابوطالب، زبیر، بھی حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی تھے ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت عمرو ہے۔

زبیر: حضور سید عالم ﷺ کے یہ چچا بہت بہادر اور انصاف پسند تھے اور یہ شاعر بھی تھے۔

ابولہب: اس کی والدہ کا نام لبنیٰ بنت ہاجرہ تھا اعلان نبوت سے پہلے حضور ﷺ کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا مگر بعد میں سخت مخالف ہوا اور اپنے کفر پر اڑ گیا قرآن حکیم میں اس کی مذمت میں پوری سورہ نازل ہوئی۔

حارث: یہ عبدالمطلب کے سب سے بڑے بیٹے ہیں ان کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالحارث تھی۔

غیداق: ان کا اصل نام مصعب تھا والدہ کا نام منعمہ بنت عمرو تھا۔

صغار: بعض روایات میں ان کا نام ضرار آیا ہے یہ بہت فیاض تھے۔

حجل: ان کا ایک ہی بیٹا تھا ہند اور ان کی آگے اولاد نہ ہوئی۔

قثم: ان کی والدہ کا نام نتیلہ تھا۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھ پھوپھیاں تھیں:

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا: حضرت زبیر بن عوام کی والدہ ہیں غزوہ خندق میں موجود تھیں اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔

حضرت امیمہ: یہ ام المومنین حضرت زینب بنت جحش، حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت حمنہ بنت جحش کی والدہ ہیں۔

ام حکیم بیضاء: یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن ہیں۔ ان کی صاحبزادی ''اروٰی'' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی والدہ ہیں۔

برہ: ان کا نکاح عبدالاسد سے ہوا ان کے بیٹے ابوسلمہ عبداللہ رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ قدیم الاسلام صحابی ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ان کی بیوی تھیں ان کے وصال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

عاتکہ: یہ ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی کے نکاح میں تھیں ان کے حوالے سے غزوہ بدر کے متعلق ایک خواب کا سیرت نگاروں نے بہت تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔

اروٰی: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد کی حقیقی ہمشیرہ ہیں۔ ان کا نکاح عمیر بن وہب سے ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باندیاں:

حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا: ان کا نام ماریہ بنت شمعون تھا۔ اسکندریہ کے حاکم مقوقس نے بطور ہدیہ آپ کے پاس بھیجا عوالی مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لیے مکان بنایا جو مشربہ ام ابراہیم کے نام سے مشہور تھا۔

حضرت ریحانہ بنت زید رضی اللہ عنہا: یہ بنونضیر کی باندیوں میں تھیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بطور ملکِ یمین انہیں شرف صحبت سے نوازا۔ اور ایک قول کے مطابق ۸ ہجری میں انہیں آزاد کر کے نکاح فرمایا۔

حضرت جمیلہ رضی اللہ عنہا: یہ کسی سبایا میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوئیں تھیں۔ اور ایک باندی وہ تھی جسے حضرت زینب بنت جحش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا۔

خدام بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۱۔ **حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ:** فقیہِ امت ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک، مسواک اور وسادہ تکیہ کی حفاظت ان کے ذمہ تھی۔

۲۔ **حضرت بلال رضی اللہ عنہ:** یہ موذن رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نفقات ان کے سپرد تھے۔

۳۔ **حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ:** یہ دس سال حضور کی بارگاہ میں رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت پر مامور تھے۔

۴۔ حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ: ان کے ذمے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وضو کرانا تھا۔

۵۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ: دوران سفر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونٹ لے کر چلتے۔

۶۔ حضرت ایمن بن ام ایمن رضی اللہ عنہ: پانی کی چھاگل اٹھانے والے تھے حنین کے روز شہید ہوئے۔

۷۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ: انکا نام جندب بن جنادہ ہے قدیم الاسلام ہیں۔

۸۔حضرت ابن شریک رضی اللہ عنہ:
۹۔حضرت سعد مولیٰ ابی بکر رضی اللہ عنہ:
۱۰۔حضرت عامر ذومخمر رضی اللہ عنہ:
۱۱۔حضرت مہاجر مولیٰ ام سلمہ رضی اللہ عنہا
۱۲:حضرت نعیم بن ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ
۱۳:حضرت ابوالسمح اباذ رضی اللہ عنہ
۱۴۔حضرت ابوالحمراء ہلال بن حارث رضی اللہ عنہ
۱۵۔حضرت ثعلبہ بن عبدالرحمٰن انصاری رضی اللہ عنہ
۱۶۔حضرت اسود بن مالک اسدی رضی اللہ عنہ
۱۷۔حضرت بکیر بن شداح لیثی رضی اللہ عنہ
۱۸۔حضرت ابوسلام سالم رضی اللہ عنہ
۱۹۔حضرت جزء بن مالک رضی اللہ عنہ

اس کے علاوہ چند عورتیں بھی حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں خدمت گزار تھیں۔

۱۔حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا: ان کا نام برکتہ ہے یہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی باندی تھیں حضور سیّد عالم ﷺ کو گود میں لے کر پرورش کرتی تھیں۔حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد حضور ﷺ نے انہیں آزاد فرما دیا۔

۲۔حضرت سلمٰی ام رافع رضی اللہ عنہا
۳۔حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا
۴۔حضرت ام عیاش رضی اللہ عنہا
۵۔حضرت خولہ جد حفص رضی اللہ عنہا

اس کے علاوہ چند حضرات وخواتین کے نام بھی سیرت نگاروں نے حضور سیّد عالم ﷺ کے خدمتگاروں میں لکھے ہیں۔

موالی رسول اللہ ﷺ:

۱۔حضرت اسلم ابورافع رضی اللہ عنہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کی خوشی میں آپ نے انہیں آزاد فرما دیا۔

۲۔حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ: ،حضرت خدیجہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا حضور ﷺ نے انہیں متبنّٰی بنا لیا۔ان کے بیٹے حضرت اسامہ بن زید حضور ﷺ کو بہت محبوب تھے۔

۳۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ: دین حق کی تلاش میں نکلے مدینہ میں آکر ایک یہودی کے قبضہ میں آگئے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں خرید کر آزاد فرمایا۔ طویل القامت اور عظیم الجثہ تھے۔

۴۔ حضرت شقران رضی اللہ عنہ: صالح نام تھا حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ کیا اور آپ نے انہیں آزاد فرمادیا۔

۵۔ حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت سالم رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت ابوعبداللہ ثوبان رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت یسار رضی اللہ عنہ
۱۰۔ حضرت رباح اسود رضی اللہ عنہ
۱۱۔ حضرت فضالہ یمانی رضی اللہ عنہ
۱۲۔ حضرت سعید ابوکندیر رضی اللہ عنہ
۱۳۔ حضرت مکحول رضی اللہ عنہ

محافظین بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

۱۔ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت عباد بن بشیر رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ

کاتبین بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت حنظلہ غسیل الملائکہ رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ
۱۰۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
۱۱۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
۱۲۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ رضی اللہ عنہ
۱۳۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
۱۴۔ حضرت علاء الحضرمی رضی اللہ عنہ

۱۵۔ حضرت عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
۱۶۔ حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ
۱۷۔ حضرت بریدہ بن الحصیب اسلمی رضی اللہ عنہ
۱۸۔ حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد رضی اللہ عنہ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سفیر اور قاصد:

۱۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت شجاع بن وہب رضی اللہ عنہ
۶۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ
۷۔ حضرت سلیط ابن عمرو رضی اللہ عنہ
۸۔ حضرت مہاجر بن امیہ رضی اللہ عنہ
۹۔ حضرت عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ
۱۰۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ
۱۱۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ
۱۲۔ حضرت خبیب بن زید رضی اللہ عنہ

مؤذنین بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

۱۔ حضرت بلال بن رباح حبشی رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت ابومحذورہ اوس بن مغیرہ رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت سعد بن عائذ قرظی رضی اللہ عنہ

بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شعراء:

۱۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ
۲۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ
۳۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ
۴۔ حضرت ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ
۵۔ حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آلات حرب:

تلواریں: سیرت نگاروں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دس تلواریں بیان فرمائی ہیں:

۱۔ ذوالفقار ۲۔ عضب ۳۔ قضب ۴۔ ماثور
۵۔ مخذم ۶۔ قلعیا ۷۔ رسوب ۸۔ ختف

۹۔اشوب ۱۰۔تبار

ڈھالیں: ۱۔ازلق ۲۔فتق ۳۔دوفر

زرہیں: ۱۔سُعدیہ ۲۔فضہ ۳۔ذات الفضول ۴۔ذات الحواشی ۵۔حریف

نیزے: ۱۔مثوی ۲۔مثنیٰ باقی دو کے نام معلوم نہ ہو سکے۔

کمانیں: ۱۔روحا ۲۔بیضا ۳۔شوحط ۴۔کتوم ۵۔سداد ۶۔صفراء

سواریاں اور مویشی:

حضور نبی کریم ﷺ کے پاس دس گھوڑے تھے

۱۔سکب ۲۔مزتجز: یہ وہ گھوڑا ہے جو اعرابی سے خریدا بعد میں وہ منکر ہو گیا اور حضرت خزیمہ انصاری نے گواہی دی۔

۳۔لزاز ۴۔لحیف ۵۔ورد بمعنی پھول ۶۔ضریس ۷۔ظرب ۸۔ملاوح

۹۔سبحہ اشقر ۱۰۔بحر : حضور سید عالم ﷺ کو گھوڑا بہت پسند تھا۔

خچر: حضور سید عالم ﷺ کے خچر کا نام ''دلدل'' تھا بعض کے نزدیک فضہ اور ایلیہ نام کے دو خچر اور بھی تھے۔

دراز گوش: حضور سید عالم ﷺ کے دراز گوش کے نام یعفور تھا اسے عفیر بھی کہتے ہیں اس کے علاوہ ایک اور دراز گوش ''عفرہ'' نام کا بھی تھا۔

اونٹنیاں: حضور نبی کریم ﷺ کی اونٹنی کا نام ''قصواء'' تھا اس کو عقباء اور جدعاء بھی کہتے ہیں۔ اسی اونٹنی پر آپ نے ہجرت فرمائی اور سفر و حضر میں اکثر اس پر سواری فرماتے اس کے علاوہ دودھ دینے والی اونٹنیاں بھی تھیں۔

۱۔حناء ۲۔سمراء ۳۔عریس ۴۔سعدیہ ۵۔بغوم

۶۔یسیرہ ۷۔ریا دبّا ۸۔مہرہ ۹۔شقراء ۱۰۔بردہ

سمراء حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی تھی اور عریس حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی بردہ اونٹنی کا دودھ بہت زیادہ تھا شیخ محقق فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ۴۵ کے قریب دودھ والی اونٹنیاں تھیں جو حضرت سعد بن عبادہ نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کی تھیں۔ یہ جانور مدینہ طیبہ کے نواح میں مقام غابہ میں چرائے جاتے اور ان کا دودھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل و عیال کے کام میں آتا۔

بکریاں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سات بکریاں دودھ والی تھیں جن کو حضرت ام ایمن چرایا کرتی تھیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس گھر میں شب باشی فرماتے وہ ان کا دودھ اس گھر لے آتیں۔

حرفِ آخر:

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اللہ تعالیٰ کے لازم کردہ امور میں سے اولین حیثیت رکھتی ہے بلکہ یہ کسی بھی انسان کے ایمان کی صحت و کاملیت کے لیے بنیادی شرط ہے۔ یہ محبت ہلاکت سے بچانے والی اور جہنم سے آزاد کرانے والی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ایمان کی لذت سے آشنا کر کے رب العالمین کی رضا دلواتی ہے۔ محبت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمال ہر کمال کے حصول کے لیے شرط ہے یہ عظیم المرتبت اور کاملین کے سوا دوسروں کو عطا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ کمال ایمان کے لحاظ سے لوگوں کے مراتب مختلف ہیں اور یہ مراتب و مدارج سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے کامل محبت کے معیار کے مطابق ہوتے ہیں۔ لہٰذا جو کوئی سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے جتنی شدید محبت رکھتا ہے اتنا ہی وہ ایمان و عرفان میں مضبوط، کامل اور پختہ ہوتا ہے۔ محبت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر بکثرت کیا جائے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم محاسن و مناقب اور جلیل القدر اوصاف حمیدہ کا تذکرہ عام کیا جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف و تبرکات اور

متعلقات کا تذکرہ کرتے ہوئے لطف اٹھایا جائے اور ذکر نبی ﷺ کے فروغ پر اظہار مسرت وفرحت اور شادمانی کی کیفیات کا اعادہ کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے حضور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام کی کثرت کی جائے۔

اے اللہ تعالیٰ اپنے فضل واحسان سے ہمیں اپنے حبیب مکرم ﷺ کی کامل محبت، خالص و کامل ایمان، نفع دینے والا علم، وسعت والا رزق، تڑپنے والا دل، نور قلب، پاکیزہ ونیک عمل اور خاتمہ بالایمان فرما۔ آمین۔

وَ صَلَّى اللهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَ إِمَامِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ شَفِيْعِ الْمُذْنِبِيْنَ وَ اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ

باب دوم

منکرین عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سولات کا مدلل جواب
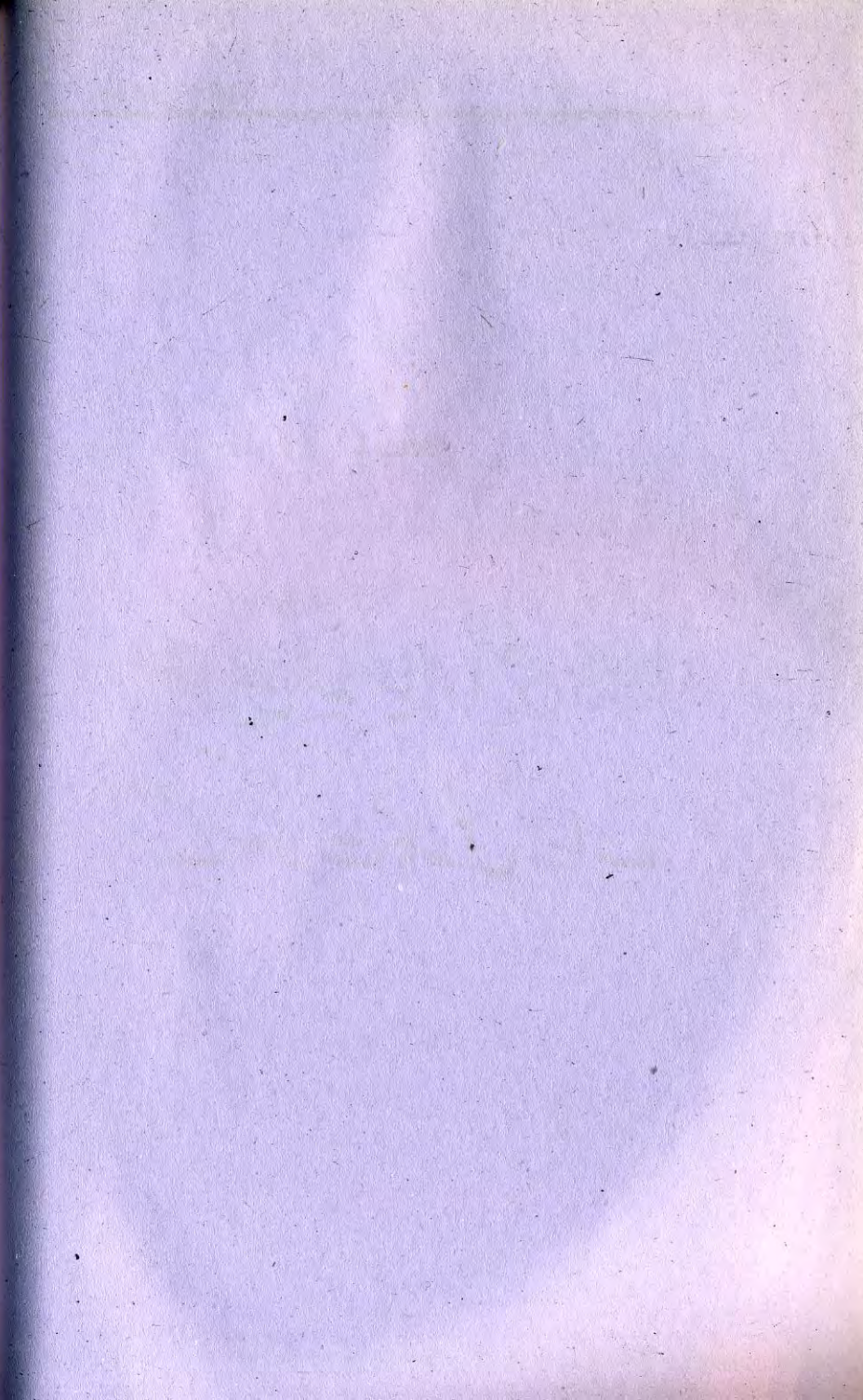
حضور پُرنور شافع یوم النشور علیہ التحیۃ والثناء جب اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے تو اس وقت انسانیت کی پہچان ختم ہو چکی تھی لوگ کفر و شرک کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب چکے تھے۔ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہالت کے اندھیروں سے نکال کر نورِ ہدایت کی روشنی میں انھیں صراط مستقیم پر گامزن کیا اور وہی لوگ جو شرک جیسے مہلک فتنہ میں مبتلا تھے وہ گلشنِ اسلام کے مہکتے پھول بن گئے اور یوں دینِ اسلام کا گلستان سرسبز و شاداب ہو گیا۔ لیکن یہود و نصاریٰ جو اسلام کے روزِ اوّل سے دشمن تھے انھوں نے اسلام کے خلاف سازشیں جاری رکھیں جس کے نتیجے میں کئی فتنے پیدا ہوئے۔ ان میں سب سے بڑا فتنہ مسلمانوں کے دلوں سے حُبِّ رسول کو ختم کرنا تھا آہستہ آہستہ اس فتنے کا اثر برصغیر میں بھی پہنچا تو یہاں کسی نے ختمِ نبوت کا انکار کیا تو کسی نے نبی کو اپنی مثل کہا اور کسی نے ابلیس کے علم کی وسعت کو تو مان لیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی یہ کہہ کر نفی کر دی کہ یہاں کونسی نص وارد ہے۔ اس فتنے نے اپنی جڑیں اتنی مضبوط کیں کہ اس کے اثرات آج تک موجود ہیں۔ چند دن پہلے محفل میلاد کی مخالفت میں ایک اشتہار نما پمفلٹ "عید میلاد النبی کی شرعی حیثیت" نظر سے گزرا جو ادارہ اصلاح معاشرہ متصل مسجد میاں وارث اندرون بھاٹی گیٹ لاہور، نے شائع کیا اس میں محفل میلاد کے متعلق غلط فہمی پیدا کرنے کے لیے درج ذیل باتیں کہی گئی ہیں

۱ عہدِ رسالت میں میلاد کا کوئی ثبوت نہیں۔

۲ کسی صحابی کسی تابعی کسی امام اور کسی محدث سے محفل میلاد کا ثبوت نہیں ملتا۔

۳ ڈھول بجانا اور ڈانس وغیرہ کرنا ہی محفل میلاد کا مقصد ہے۔

۴ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابتداء کرنے والا حاکم بے دین ہے۔

۵ عید میلاد النبی پر پہلی کتاب ایک کذاب اور دنیا پرست شخص نے لکھی۔

۶ ۱۲ ربیع الاول وفات النبی ہے نہ کہ میلاد النبی۔

۷ مسلمانوں اور عیسائیوں کا موازنہ۔

حقیقتِ میلاد:

مسلمانوں کے ہاں محفل میلاد یا جشن میلاد سے مراد حضور اکرم ﷺ کی ولادت کا تذکرہ کرنا، ولادت کے موقع پر عجائبات کا ذکر کرنا، حضور کی ثنا خوانی کرنا، مسلمانوں کے دلوں میں حبِ رسول کا جذبہ پیدا کرنا، سرکار کی سیرت کا تذکرہ کرنا اور لوگوں کو شریعت مطہرہ سے آگاہ کرنا ہے۔

جب میلاد کی حقیقت واضح ہوگئی تو آیئے! دیکھتے ہیں کہ محفل میلاد کا حصہ بننے والے ہر عمل کا ثبوت قرآن وسنت میں موجود ہے یا نہیں؟

محفل میلاد کی ابتداء:

ذکر رسول ﷺ کے موضوع پر سب سے پہلی محفل کا انعقاد خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس کے حاضرین وسامعین انبیائے کرام علیہم السلام تھے۔ اس میں رب کائنات نے رسول معظم کی جلوہ گری کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّحِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْھَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰھِدِیْنَ آل عمران:۸۱

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہوجاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ

گواہوں میں ہوں۔

"ثُمَّ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ" ان الفاظ پر بار بار غور کیجیے کیا یہ رسول کائنات کی اس دنیا میں جلوہ گری کا ذکر نہیں؟ اگر ہے تو یہی میلاد النبی ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَی الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا آل عمران: ۱۶۴

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں رسول بھیجا۔

مسلمان اسی احسان کی بجا آوری کے لیے اپنے نبی کا یومِ ولادت مناتے ہیں۔ جس کا ذکر رب کائنات نے قرآن پاک میں فرمایا۔ اب رب کائنات نے بھیجا اور وہ رسول اس دنیا میں آیا اور رسول کائنات کا اس دنیا میں تشریف لانا ہی میلاد النبی ﷺ ہے ۔

میلاد النبی ﷺ اور انبیاء کرام علیہم السلام

رب کائنات نے عالم ارواح میں تمام انبیاء علیہم السلام سے اپنے نبی مجسم کے تشریف لانے کا ذکر فرما کر اُن پر ایمان لانے کا حکم دیا تو انبیاء کرام علیہم السلام نے اپنے اپنے وقت میں رحمت دوعالم ﷺ کی تشریف آوری کا ذکر ضرور فرمایا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور میلادِ رسول ﷺ

آج سے ساڑھے چار ہزار سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم انسانی کو یہ نوید سنائی۔

"وہ عربی ہوگا اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کا ہاتھ اس کے خلاف ہوگا وہ اپنے سب بھائیوں کے درمیان بود و باش کرے گا۔" پیدائش، باب ۱۶۔ ۱۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ذکر رسول ﷺ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو ان الفاظ میں نبی مکرم ﷺ کی بعثت کا مژدہ سنایا۔

"خُدا سردار سینا سے نکلا سعیر سے چمکا اور فاران ہی کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا
دس ہزار قدسیوں کے ساتھ۔" استثناء، باب ۳۳۔۲

سرکار دوعالم ﷺ ہجرت کے بعد 8 ہجری کو جب مکہ میں دوبارہ فاتح کی حیثیت سے داخل ہوئے تو آپ کے ساتھ آپ کے جانثاروں کی تعداد دس ہزار تھی۔

حضرت داؤد علیہ السلام اور ذکر نبی مکرم ﷺ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام نے بھی رسول کریم ﷺ کے ظہور کی خبر دی اور جگہ کا تعین بھی فرمادیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں:

"مبارک ہیں وہ جو تیرے گھر میں بستے ہیں وہ سدا تیری حمد کریں گے وہ مکہ
سے گزرتے ہوئے ایک کنواں بناتے ہوئے۔" زبور، باب ۸۴: ۵۔۶

حضرت سلیمان علیہ السلام اور ذکرِ مصطفیٰ ﷺ

حضرت سلیمان علیہ السلام کو جب اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا تو انھوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کی بشارت دی اور اشاروں کنایوں کے بجائے صراحتاً آپ کا اسم گرامی بتایا۔

"وہ ٹھیک محمد ﷺ ہیں جو میرے محبوب ہیں میری جان ہیں۔"
تسبیحات سلیمان پ ۵، ۱۲

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ذکر نبی معظم ﷺ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں مبعوث ہونے والے آخری نبی ہیں انھوں نے بھی اپنے پیش روانبیاء کی طرح حضور ﷺ کا تذکرہ فرمایا۔

"میری اور بہت سی باتیں کہ میں تم سے کہوں تم برداشت نہیں کر سکتے لیکن
جب وہ فارقلیط (احمد) آئے گا تو سچائی کی راہیں بتادے گا اس لیے کہ وہ اپنی
طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا وہ تمھیں آئندہ کی خبریں
دے گا وہ میرا اجلال ظاہر کرے گا۔" یوحنا، باب ۱۶۔ ۱۲، ۱۳

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت کا تذکرہ قرآن کریم میں بھی موجود ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ مُبَشِّرًۢا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ الصف:٦

میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

قرآن کریم اور میلادِ انبیاء علیہم السلام

قرآن حکیم ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور اُمت مسلمہ کی راہنمائی کا بہترین ذریعہ بھی۔ تو آیئے دیکھتے ہیں کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے میلاد کے بارے میں اس کا نقطۂ نظر کیا ہے:

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

وَسَلٰمٌ عَلَیْهِ یَوْمَ وُلِدَ وَیَوْمَ یَمُوْتُ وَیَوْمَ یُبْعَثُ حَیًّا مریم:١٥

اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن زندہ اٹھایا جائے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّا مریم:٣٣

اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں گا اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا۔

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے متعلق قرآن حکیم میں مختلف اسالیب کو اپنایا گیا جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کا ذکر ہے: "رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا" دعائے

ابراہیمی میں جس رسول کی بعثت کا ذکر ہے اس سے مراد فقط رسول کائنات ﷺ کی ذات ہے۔

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اما ان الرسول هو محمد ﷺ فيدل عليه وجوه احدهما اجماع المفسرين وهو حجة" تفسیر کبیر، جلد ۴، صفحہ ۷۳

اس مقام پر رسول سے مراد حضور علیہ السلام ہیں اس پر کئی وجوہ دلالت کرتی ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ اس امر پر تمام مفسرین کا اجماع ہے اور یہ بڑی حجت ہے۔

امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ولم يبعث من ذريتهما غير محمد صلوات الله عليه"

تفسیر بیضاوی جلد ۱ صفحہ ۱۱۱

اور نہیں مبعوث کیا گیا ان دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سرکار دو عالم ﷺ کے علاوہ کوئی نبی۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ابن جریر کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

"قَالَ هُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ" ۔ فرمایا وہ محمد ﷺ ہیں۔ الدر المنثور، جلد ۱، صفحہ ۳۰۴

امام قرطبی نے بھی اسی مفہوم کی تائید کی ہے یعنی اس آیت سے مراد صرف رسول اکرم ﷺ کی ذات گرامی ہی ہے۔

اسی سلسلے کی دوسری شہادت ملاحظہ فرمایئے! سورۃ الشعراء میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

الَّذِیۡ یَرٰىكَ حِیۡنَ تَقُوۡمُ ﴿۲۱۸﴾ وَ تَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیۡنَ ﴿۲۱۹﴾

جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو۔ اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔

صاحب تفسیر خازن اس آیت کی تفسیر فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَرَادَ وَ تَقَلُّبُكَ فِیْ اَصْلَابِ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ نَبِیٍّ اِلٰی نَبِیٍّ حَتّٰی اَخْرَجَكَ فِیْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ" تفسیر خازن، ۳/ ۳۳۴

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ **و تقلبک** سے مراد ہے کہ آپ کی روح انبیاء کی پشتوں میں ایک نبی سے دوسرے نبی کی طرف منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ آپ اس امت میں جلوہ گر ہوئے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس آیت سے یہی معنی مراد لیا ہے۔

"ان یکون المراد ان اللہ تعالیٰ نقل روحہ من ساجد الی ساجد"

تفسیر کبیر جلد ۲۴، صفحہ ۸۳

یہاں یہ مراد ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کو ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل کیا۔

اس پر دلیل پیش کرتے ہوئے حدیث پاک نقل فرمائی۔

"لَمْ اَزَلْ اُنْقِلَ مِنْ اَصْلَابِ الطَّاهِرِيْنَ اِلٰی اَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ"

مجھے ہمیشہ پاک پشتوں سے پاک ارحام کی طرف منتقل کیا گیا۔

روح البیان، تفسیر بغوی اور روح المعانی میں بھی اسی مفہوم کو اپنایا گیا ہے۔ اگر اب بھی یہی اصرار کیا جائے کہ حضور کی ولادت کا تذکرہ خلق یا ولد جیسے مشہور الفاظ سے ہی ثابت کیا جائے تو اس کی شہادتیں بھی قرآن پاک میں موجود ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلرَّحْمٰنُ ۙ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ الرحمٰن: ۱۔۳

رحمٰن نے اپنے محبوب کو قرآن سکھایا۔ انسانیت کی جان محمد کو پیدا کیا۔

یہ ترجمہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے کیا ہے جو مفسرین کی توجیہات کے عین مطابق ہے۔

امام عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

"ای الجنس او آدم او محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" تفسیر نسفی، جلد ۳، صفحہ ۲۰۷

انسان سے مراد یا جنس انسان ہے یا حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

علامہ حسین بغوی تفسیر بغوی میں اس آیت کا مفہوم یوں بتاتے ہیں:

"خَلَقَ الْاِنْسَانَ یعنی مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" تفسیر بغوی، جلد ۶، صفحہ ۲۴۳

خَلَقَ الْاِنْسَانَ کی تفسیر میں ابن کیسان نے کہا کہ اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

صاحب تفسیر سمرقندی اس آیت کی ان الفاظ میں تفسیر فرماتے ہیں:

"خَلَقَ الْاِنْسَانَ یعنی الذی خلق آدم من ادیم الارض ویقال خلق محمدًا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" تفسیر سمرقندی، جلد ۳، صفحہ ۳۰۴

خَلَقَ الْاِنْسَانَ سے مراد وہ ذات جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو زمین کے خمیر سے پیدا کیا اور یہ بھی کہا گیا کہ وہ ذات جس نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے بھی اسی مفہوم کی تائید اس انداز میں کی: الانسان سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور البیان سے مراد قرآن ہے۔ تفسیر بحر محیط، تفسیر خازن اور تفسیر قشیری میں بھی اس آیت کریمہ کا یہی مفہوم بیان کیا گیا ہے۔

ایک اور جگہ پر ارشاد ہوتا ہے: "وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ" یعنی تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو۔

امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر یوں فرماتے ہیں:

"وَوَالِدٍ والوالد آدم او ابراهيم علیہ السلام وَمَا وَلَدَ ذرية او محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" تفسیر بیضاوی، جلد ۵، صفحہ ۴۹۲

وَوَالِدٍ سے مراد حضرت آدم علیہ السلام یا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور وَمَا وَلَدَ سے اولاد یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کریمہ کی یہ تفسیر فرمائی:

ان الوالد ابراهيم و اسماعيل و ما ولد محمد و ذلك لانه اقسم بمكة ابراهيم بانيها و اسماعيل و محمد عليه السلام سكانها

تفسیر کبیر جلد ۳۱، صفحہ ۱۸۱

بے شک والد سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں وما ولد سے مراد حضور علیہ السلام۔ اس لیے کہ قسم مکہ کی ارشاد فرمائی حضرت ابراہیم علیہ السلام مکہ کے بانی اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضور علیہ السلام مکہ کے رہنے والے ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں یوں رقم طراز ہوئے:

"والمراد به ابراهيم عليه السلام و ما ولد و هو اسماعيل فانه ولده بلا واسطة و محمد عليه السلام فانه ولده بواسطة اسماعيل"

تفسیر روح البیان، جلد ۱، صفحہ ۴۳۴

والد سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ولد سے مراد حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں کیونکہ وہ آپ کے بیٹے ہیں بغیر واسطہ کے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ وہ آپ کے بیٹے ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے واسطے سے۔

اتنے عظیم مفسرین کی آراء سامنے آنے کے بعد تو انکار کی مجال نہیں کہ کوئی شخص یہ کہے کہ سرکار کا ذکر ولادت قرآن پاک میں موجود نہیں بلکہ قرآن کریم میں تو آپ کی عمر کے تمام مراحل لڑکپن جوانی وغیرہ سب کا بیان موجود ہے بلکہ آپ نے کفار مکہ کے سامنے اللہ کی توحید اور اپنی رسالت پر سب سے پہلے دلیل ہی اپنی عمر مبارک کو بنایا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے: "فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ" یونس:۱۶

میں اس سے پہلے تم میں اپنی ایک عمر گزار چکا ہوں۔

سرکار دو عالم ﷺ اور محفل میلاد

حضور نبی کریم ﷺ اس دنیا میں مبعوث ہونے والے آخری نبی ہیں۔ آپ نے انسانی زندگی کے ضابطہ حیات دین اسلام کو مکمل فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" الاحزاب:۲۱

بے شک رسول تمہارے لیے بہترین نمونہ ہیں۔

تو آیئے! دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ نے خود اپنی زندگی میں کبھی اپنی ولادت کا تذکرہ کیا؟

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اِنَّهٗ جَآءَ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَكَاَنَّهٗ سَمِعَ شَيْئًا فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ مَنْ اَنَا فَقَالُوْا اَنْتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ فِرْقَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَآئِلَ فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتًا فَجَعَلَنِيْ فِيْ خَيْرِهِمْ بَيْتًا فَاَنَا خَيْرُهُمْ نَفْسًا وَّ خَيْرُهُمْ بَيْتًا" مشکوٰۃ، جلد ۲، صفحہ ۵۱۳

میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا شاید حضور ﷺ نے اپنے نسب کے متعلق کوئی بات سنی پس رسول اللہ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر پوچھا میں کون ہوں؟ سب نے عرض کی کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا: میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں اللہ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہم کو بہترین مخلوق میں سے کیا پھر اس کے دو حصے کیے تو ان میں سے بہتر (عرب) میں کیا پھر ان کے چند قبیلے بنائے تو مجھے ان میں سے بہتر قبیلے میں کیا پھر اس قبیلے کے خاندان بنائے تو مجھے ان میں بہتر خاندان قریش میں سے بنایا پس میں ان

میں ذات اور خاندان کے لحاظ سے بہتر ہوں۔

پیر کے دن کا روزہ

"عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْهِ وُلِدْتُ وَفِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ" مسلم جلد ا، صفحہ ۳۶۸

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ سے پیر والے دن روزے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ میری ولادت کا دن ہے اور اسی دن اللہ تعالیٰ کا کلام مجھ پر نازل ہوا۔

اس حدیث پاک میں واضح طور پر سرکار مدینہ علیہ السلام نے فرمایا کہ پیر کے دن کا روزہ یومِ میلاد کے سبب سے ہے۔

دُعائے ابراہیم علیہ السلام:

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

"اَنَا دَعْوَةُ اِبْرٰهِیْمَ وَ بَشَارَةُ عِیْسٰی وَ رُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَأَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا نُوْرٌ اَضَآءَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ"

مشکوٰۃ شریف جلد ۲، صفحہ ۵۱۳

میں دُعائے ابراہیم علیہ السلام ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو انھوں نے میری ولادت کے وقت دیکھا ان سے ایک نور نکلا جس سے انھوں نے شام کے محلات کو دیکھا۔

جہاں اس حدیث میں مصطفیٰ کریم ﷺ کی ولادت کا ذکر ہے وہاں یہ تفسیر القرآن بالحدیث بھی ہے جن مذکورہ آیات کو پہلے نقل کیا جا چکا ہے ان کی تعیین خود رسول کریم ﷺ نے فرما دی کہ ان سے مراد میری ہی ذات گرامی ہے۔

مصطفیٰ کریم ﷺ کا جشن ولادت خود منانا

سرکار دوعالم ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے شکرانے کے طور پر اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کیے بعض لوگوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے اپنا عقیقہ فرمایا لیکن امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس بات کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ان جده عبد المطلب عق عنه فی سابع ولادته والعقيقة لا تعاد مرة ثانية فيحمل ذلك على ان الذی فعله النبی ﷺ اظهار للشكر على ايجاد الله اياه رحمة للعالمين و تشريع لامته" الحاوی للفتاوی:۱/۱۹۶

آپ کے دادا عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں دن آپ ﷺ کا عقیقہ فرمایا اور عقیقہ زندگی میں دوبار نہیں کیا جاتا تو پس سرکار دوعالم ﷺ کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا اس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور اپنی اُمت کے لیے اسے مشروع بنایا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور محافل میلاد

حضور نبی کریم ﷺ کے سارے جانثار وفادار اور ہدایت یافتہ ہیں کامل اور اکمل ایمان والے ہیں یہاں تک کہ رب کائنات نے انھیں معیار ایمان قرار دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا" البقرہ:۱۳۷

پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائے جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پا گئے۔

تو اس آیت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ صحابہ کا خلاف اسلام بات پر اجماع نہیں ہو سکتا تو آیئے دیکھتے ہیں کہ صحابہ کا میلاد النبی ﷺ کے بارے میں کیا عمل ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور محفل میلاد

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا اَنَّہٗ کَانَ یُحَدِّثُ ذَاتَ یَوْمٍ فِیْ بَیْتِہٖ وَقَائِعَ وَلَادَتِہٖ ﷺ لِقَوْمٍ فَیَسْتَبْشِرُوْنَ وَیَحْمَدُوْنَ اللّٰہَ وَیُصَلُّوْنَ عَلَیْہِ فَاِذَا جَآءَ النَّبِیُّ ﷺ قَالَ حَلَّتْ لَکُمْ شَفَاعَتِیْ

الدر المنظم،: صفحہ ۹۵

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے گھر میں ایک اجتماع سے نبی اکرم ﷺ کی ولادت کے واقعات بیان کرر ہے تھے صحابہ کرام محظوظ ہو کر حمد الٰہی اور نبی کریم ﷺ پر درود وسلام پڑھ رہے تھے اسی اثناء میں حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا تمہارے لیے میری شفاعت حلال ہوگئی۔

حضرت عامر انصاری رضی اللہ عنہ اور تعلیم میلاد

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مَرَرْتُ مَعَ النَّبِیِّ ﷺ اِلٰی بَیْتِ عَامِرِ الْاِنْصَارِیِّ وَ کَانَ یُعَلِّمُ وَقَائِعَ وِلَادَتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِاَبْنَآئِہٖ وَ عَشِیْرَتِہٖ وَ یَقُوْلُ ھٰذَا الْیَوْمُ وَ ھٰذَا الْیَوْمُ فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ اللّٰہَ فَتَحَ لَکَ اَبْوَابَ الرَّحْمَۃِ وَ مَلَآئِکَتَہٗ کُلُّھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ لَکَ وَ مَنْ فَعَلَ فَعْلَکَ نَجٰی نَجَاتَکَ۔

الدر المنظم، صفحہ ۹۵

میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حضرت عامر انصاری کے گھر گیا وہ اپنے گھر اپنے بیٹوں اور اپنے رشتے داروں کو واقعات ولادت مصطفیٰ ﷺ کی تعلیم دے رہے تھے یہی وہ دن ہے کہ جس دن حضور ﷺ جلوہ گر ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے لیے اللہ تعالیٰ نے رحمت کے دروازے کھول دیے ہیں اور تمام فرشتے تمہارے لیے دعائے مغفرت کر رہے ہیں جو شخص تیری طرح

محفل میلاد کرے گا وہ تیری طرح نجات پائے گا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور ذکر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یَحْکِیْ عَنِ التَّوْرَاۃِ قَالَ نَجِدُ مَکْتُوْبًا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ عَبْدِیَ الْمُخْتَارِ لَا فَظٌّ وَلَا غَلِیْظٌ وَلَا سَخَابٌ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا یَجْزِیْ بِالسَّیِّئَۃِ السَّیِّئَۃَ وَلٰکِنَّ یَعْفُوْ وَ یَغْفِرُ مَوْلِدُہٗ بِمَکَّۃَ وَ ھِجْرَتُہٗ بِطَیْبَۃَ وَمُلْکُہٗ بِالشَّامِ

مشکوۃ، جلد ۲، صفحہ ۵۱۴

ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت توریت شریف میں یوں پاتے ہیں محمد اللہ کے رسول ہیں اور میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ کج خلق نہ سخت طبیعت نہ بُرائی کا بدلہ برائی سے دینے والے لیکن معاف فرمانے والے جائے پیدائش مکہ ہجرت گاہ مدینہ طیبہ اور اُن کا ملک شام ہے۔

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کا نعت سننا

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قَالَ لَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ ابْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ لَہٗ اَخْبِرْنِیْ عَنْ صِفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فِی التَّوْرَاۃِ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمَوْصُوْفٌ فِی التَّوْرَاۃِ بِبَعْضِ صِفَتِہٖ فِی الْقُرْاٰنِ۔

مشکوۃ جلد ۲، صفحہ ۵۱۲

میں نے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ملاقات کی میں نے انہیں کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت سناؤ جو توریت میں ہے تو انہوں نے کہا ہاں! اللہ کی قسم آپ کی بعض وہ صفات توریت میں ہیں جو قرآن میں ہیں۔

صحابہ کرام اور ذکر انبیاء کرام علیہم السلام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھ کر مختلف

انبیاء کرام علیہم السلام کے درجات وکمالات کا تذکرہ کررہے تھے۔

قَالَ بَعْضُهُمْ اِنَّ اللهَ اتَّخَذَ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا وَ قَالَ اٰخَرُ مُوْسٰى كَلَّمَهٗ تَكْلِيْمًا وَ قَالَ اٰخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللهِ وَرُوْحُهٗ وَ قَالَ اٰخَرُ اٰدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ

ان میں سے ایک نے کہا حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہیں دوسرے نے کہا حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں ایک اور نے کہا حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں ایک نے کہا حضرت آدم صفی اللہ ہیں۔

اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے اور فرمایا جو کچھ تم نے کہا اس کو میں نے سنا ہے اور یہ تمام حق ہے اور سنو!

"اَنَا حَبِيْبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ" میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں۔

مشکوٰۃ، ۲، /۵۱۳

حضرت حسان بن ثابت کا ذکر ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم:

وَ اَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ
وَ اَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّاءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

آپ سا حسین میری آنکھوں نے نہیں دیکھا اور آپ جیسا جمیل کسی ماں نے نہیں جنا آپ تمام عیوب سے منزہ پیدا کیے گئے گویا کہ آپ کو پیدا کیا گیا جیسا آپ نے چاہا۔

صحابہ کرام کے اس عمل کے بعد آپ سوچئے! اگر انبیاء علیہم السلام کا تذکرہ کرنا اور ان کی ولادت کے واقعات کو بیان کرنا اور خوشی کا اظہار کرنا یہ سب کام ممنوع ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ

کرام رضی اللہ عنہم کو اس سے منع فرماتے بلکہ آپ نے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بشارتیں دی ہیں اور خود بھی اس عمل میں شریک ہوئے پھر بھی اگر کوئی شخص یہ اصرار کرے کہ میلاد النبی کا کوئی ثبوت نہیں تو اسے اپنی آنکھوں سے بغض وعناد کی پٹی اتار کر قرآن وسنت کا مطالعہ کرنا ہوگا تاکہ اس کا دل حق قبول کرے۔

اکابرین امت اور محافل میلاد

قرآن وحدیث کے بعد فقہاء کرام نے فقہ اسلامی کا تیسرا ماخذ اجماعِ اُمت قرار دیا ہے اس سلسلے میں جو شخصیات مسلمہ ہیں ان کی رائے کو زیادہ اہمیت دی گئی کسی زمانے میں تمام مجتہدین اور علماء کا کسی فیصلے پر متفق ہوجانا اجماع کہلاتا ہے۔حدیث پاک میں ارشاد ہے۔

"مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ"

جس چیز کو کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

اب مقتدر آئمہ ومحدثین کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں جنہوں نے میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ضرورت واہمیت اور اس کے فیوض وبرکات کو ثابت کیا ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اپنی جامع میں باقاعدہ عنوان ذکر کیا "بَابُ مَا جَآءَ فِیْ مِیْلَادِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ۔اگر ذکر ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جائز نہ ہوتا تو امام ترمذی جیسے عظیم محدث کبھی بھی اس بات کو ذکر نہ کرتے ورنہ کم از کم بعد میں آنے والے محدثین اس کا ردّ ضرور فرماتے۔امام ترمذی کے اس باب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موضوع لوگوں میں عام تھا اور وہ اسے جائز جانتے تھے۔

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ

مواہب اللدنیہ میں محفل میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق رقم طراز ہیں:

لازال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلی اللہ علیہ وسلم و يعملون الولائم و يتصدقون فی لياليه انواع الصدقات و يظهرون السرور و يزيدون فی المبرات و يعتنون بقراة مولده الكريم و يظهر عليهم من بركاته كل فضل عظيم و مما جرب من خواصه انه امان فی ذالك العام و بشرى عاجله بنيل المرام البغية و المرام فرحم الله امرا اتخذ ليالى شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة على من فی قلبه مرض و اعیٰی داء۔

زرقانی علی المواہب، جلد ا، صفحہ ۲۶۱

اہل اسلام ہمیشہ سے ربیع الاول میں محفل میلاد کرتے ہیں کیونکہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت کا مہینہ ہے اور اس کی راتوں میں صدقات اور اچھے اعمال کی کثرت کرتے ہیں اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور آپ کے میلاد شریف کا تذکرہ کر کے اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کو حاصل کرتے ہیں۔ محفل میلاد کے مجرب خواص میں سے ہے کہ وہ سال امن سے گزرتا ہے اور اپنے مطلب و مقصد کے جلدی حصول کے لیے یہ ایک بشارت ہے پس اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو اس شخص پر جس نے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک مہینے کی راتوں کو عید بنایا تا کہ شدت ہو ایسے شخص پر جس کے دل میں بغض و عناد ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

میلاد شریف کے موضوع پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

فيستحب لنا اظهار الشكر بمولده بالاجتماع و اطعام الطعام و نحو ذالك من وجوه القربات و اظهار المسرات

الحاوی للفتاویٰ ۱/۱۹۶

ہمارے لیے مستحب ہے کہ ہم شکر پر اظہار کریں میلاد شریف پر اجتماع کر کے کھانا کھلا کر اور دیگر وجوہ قربات کے اظہار اور خوشی کے اظہار کے ساتھ۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر روح البیان میں محمد رسول اللہ ﷺ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

و من تعظیمہ عمل المولد اذا لم یکن فیہ منکر قال الامام سیوطی یستحب لنا اظہار الشکر لمولدہ علیہ السلام۔

روح البیان، جلد ۹، صفحہ ۵۶

میلاد شریف کا انعقاد کرنا رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے جب کہ بُری باتوں سے خالی ہو۔ حضرت امام سیوطی فرماتے ہیں ہم کو حضور ﷺ کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ

امام سخاوی فرماتے ہیں:

لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار و المدن العظام یحتفلون فی شهر مولده ﷺ و شرف و کرم بعمل الولائم البدیعة و المطاعم المشتملة علی الامور البهجة الرفیعة و یتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات و یظهرون المسرات و یزیدون فی المبرات بل یعتنون بقراة مولده الکریم و یظهر علیهم من برکاتة کل فضل عمیم۔

المورد الروی، صفحہ ۲۶

مسلمان ہمیشہ سے تمام بڑے شہروں اور ان کے اطراف و اکناف میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں محافل کا اہتمام کرتے ہیں جو

فرحت وسرور سے بھرپور ہوتی ہے اس کی راتوں میں مختلف قسم کے صدقات کر کے اپنی نیکیوں میں اضافہ کرتے ہیں اور ولادت کے موقع پر ظاہر ہونے والے واقعات کا تذکرہ کر کے اللہ کی رحمت اور اس کا فضل حاصل کرتے ہیں۔

حافظ شمس الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

آپ اپنی کتاب مورد الصادی فی مولد الهادی میں فرماتے ہیں:

اذا كان هذا كافر جاء ذمه و تبت يداه فى الجحيم مخلدا

اتى انه فى يوم الاثنين دائما يخفف عنه للسرور باحمد ا

وما الظن بالعبد الذى كان عمره باحمد مسرورًا و مات موحدًا

الحاوی للفتاوی، جلد ۱، صفحہ ۱۹۷

ایک کافر جس کی مذمت میں سورۂ تبت یداہ نازل ہوئی اور وہ تا ابد جہنم میں رہے گا اس کے متعلق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد پر مسرت کی برکت سے ہر پیر والے دن اس کے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو کیا خیال ہے اس شخص کے متعلق جو ساری عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی مناتا رہا اور حالت ایمان میں اس دنیا سے رخصت ہوا۔

سید احمد زینی دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ

اس آیت "ذٰلِكَ ۖ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ" الحج:۳۲ کے تحت فرماتے ہیں:

ومن تعظيمه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الفرح بليلة ولادته وقراة المولد والقيام عند ذكر ولادته صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واطعام الطعام وغير ذلك مما يعتاد

الناس فعله من انواع البر فان ذلك كله من تعظيمه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و قد افردت مسئلة المولد و ما يتعلق بها بالتاليف و اعتنى بذلك كثير من العلماء فالفوا فى ذلك مصنفات مشحونة بالادلة والبراهين

الدرر السنیہ، صفحہ ۱۸

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبِ ولادت پر خوشی کرنا مولد شریف پڑھنا اور ذکر ولادت کے وقت کھڑا ہونا، حاضرین کو کھانا کھلانا اور جو کچھ لوگ نیک کام کرتے ہیں یہ سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے اور یہ مسئلہ میلاد اور اس کے متعلقات کا ایسا ہے کہ کثیر علماء نے اس کا اہتمام کیا اور اس مسئلہ پر دلائل و براہین سے بھرپور کتابیں تصنیف فرمائیں۔

ابوطیب محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ناصر الدین محمود بن العماد کے حوالے سے ان کے متعلق فرماتے ہیں

كان يجوز بالمكتب فى اليوم الذى فيه ولد النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فيقول يا فقيه هذا يوم السرور اصرف الصبيان۔

الحاوی للفتاوی جلد ۱، صفحہ ۱۹۷

وہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دن ایک مکتب کے پاس سے گزرے تو وہاں کے استاذ کو فرمایا اے فقیہ! آج خوشی کا دن ہے لہٰذا بچوں کو چھٹی دے دو۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ شرح المولد لابن حجر میں فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد شریف کو سننے کے لیے جمع ہونا اعظم عبادات سے ہے کیونکہ میلاد شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود پڑھا جاتا ہے اللہ

تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا بار بار ذکر ہوتا ہے اور آپ کے ذکر سے محبت آپ کے قرب کا ذریعہ ہے۔ بحوالہ شرح صحیح مسلم، جلد ۳، صفحہ ۱۸۳

حضرت مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ:

برصغیر کی نامور شخصیت عارف باللہ سیدنا شیخ احمد سرہندی فرماتے ہیں:

در نفس قرآن خواندن بصوت حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است ممنوع تحریف و تغییر حروف قرآن است التزام رعایت مقامات نغمہ و تردید صوت بان بطریق الحان با تصفیق مناسب آن کہ در شعر نیز غیر مباح است اگر بر نہج خوانند کہ تحریف در کلمات قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد و آنرا ہم بغرض صحیح تجویز نمایند چہ مانع۔

مکتوبات شریف، جلد سوم

اچھی آواز سے صرف قرآن مجید اور نعت و منقبت کے قصائد پڑھنے میں کیا حرج ہے منع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف میں تبدیلی و تحریف کی جائے اور الحان کے طریق پر آواز پھیرنا اور ان کے مناسب تالیاں بجانا جو شعر میں بھی ناجائز ہیں اگر ایسے طریقے سے مولود پڑھیں کہ قرآن کلمات میں تحریف واقع نہ ہو اور قصائد پڑھنے میں شرائط مذکورہ متحقق نہ ہوں اور اس کو صحیح غرض سے تجویز کریں تو کونسا امر مانع ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

شیخ محقق مدارج النبوت میں ابولہب کے متعلق لونڈی آزاد کرنے کا واقعہ نقل فرما کر لکھتے ہیں:

اس میں میلاد کرنے والوں کے لیے سند ہے جو کہ مال بھی خرچ کرتے ہیں

یعنی ابولہب جو کہ کافر تھا اور اس کی مذمت میں قرآن میں ایک سورۃ نازل ہوئی اسے میلاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خوشی کرنے اور ثویبہ کا دودھ خرچ کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ نے جزاء عطا فرمائی ہے تو اس مسلمان کی جزا کا اندازہ فرمائیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت بھی کرتا ہے خوشی بھی مناتا ہے اور اپنا مال بھی نچھاور کرتا ہے۔ مدارج النبوۃ، اردو، جلد ۲، صفحہ ۲۵

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

میں مکہ معظّمہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ولادت پر حاضر ہوا یہ آپ کی ولادت مبارک کا دن تھا اور لوگ وہاں جمع تھے اور آپ پر درود وسلام پڑھ رہے تھے اور آپ کی ولادت پر آپ کی بعثت سے پہلے جو معجزات اور خوارق ظاہر ہوئے ان کا ذکر کر رہے تھے میں نے دیکھا اس موقعہ پر یکبارگی انوار روشن ہوئے میں نے توجہ کی تو مجھے ان فرشتوں کا فیض اثر نظر آیا جو اس قسم کے مقامات اور اس نوع کی مجالس پر موکل ہوتے ہیں اس مقام پر میں نے دیکھا کہ فرشتوں کے انوار بھی انوار رحمت کے ساتھ ملے ہوئے ہیں۔
فیوض الحرمین، صفحہ ۱۱۵

امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ:

امام اہلسنت مجدّد دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے بڑے احسن انداز میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان کیا اور مخالفین پر چوٹ بھی کی، فرماتے ہیں:

حشر تک ڈالیں گے پیدائش مولا کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی:

علماء دیو بند کے پیرومرشد فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں:

اس میں تو کسی کو کلام نہیں کہ حضرت فخر آدم سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر بذات خود دنیا و آخرت کی خیر و برکت کا باعث ہے۔ فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۵

پھر آگے چل کر فرماتے ہیں:

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔

فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۱۰

ابن تیمیہ کا نظریہ:

غیر مقلدین کے پیشوا ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وكذالك مايحدثه بعض الناس اما مضاهاة النصارى فى ميلاد عيسٰى علیہ السلام واما محبة للنبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد يثيبهم على هذه المحبة والاجتهاد

اقتضاء الصراط المستقيم صفحہ ۲۴۹

بعض لوگ جو محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں ان کا مقصد عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے میلاد میں یا حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت و تعظیم مقصد ہے تو اللہ تعالیٰ حضور کی محبت پر اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

نوٹ: بلاد اسلامیہ میں یوم میلاد منانے کا مقصد سوائے محبت رسول کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

نواب صدیق حسن بھوپالی:

غیر مقلدین کے نامور عالم دین کی رائے ملاحظہ کیجیے:

اس میں کیا بُرائی ہے اگر ہر روز ذکر حضرت نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وسمت دل وہدی و

آنحضرت ﷺ کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاول کو بھی خالی نہ چھوڑیں اوران روایات واخبار وآثار کو پڑھیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں۔

الشمامة العنبريه، صفحہ ۵

اس عبارت کو بار بار پڑھ کر سوچیے کیا صدیق حسن خان اقرار نہیں کررہے کہ میلادالنبی ﷺ منانا باعث برکت ہے اسی لیے تواس کولازمی قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں ہر ماہ اس کا التزام کرلیں آگے چل کر اپنا فیصلہ سناتے ہوئے لکھتے ہیں:

جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خُدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔ الشمامة العنبريه: صفحہ ۱۲

ناظم اعلیٰ دیوبند اور محفل میلاد:

مولانا عبداللہ صاحب جو قاسم نانوتوی کے داماد ہیں فرماتے ہیں:

مولانا محمد قاسم صاحب ناظم مدرسہ دیوبند کی زبانی کرۃً مرۃً سنا گیا ہے کہ ذکر ولادت باسعادت موجب خیر و برکت ہے اور خاص مولانا بھی بعض جگہ مجلس میلاد میں شریک ہوئے چنانچہ پیر جی واجد علی دیوبندی جو مولانا کے مرید اور مولودخوان ہیں اس امر کے شاہد ہیں۔ الدر المنظم صفحہ ۱۵۵

قرآن وسنت کے حوالہ جات اتنے جلیل القدر علماء کی آراء اور اپنے گھر کی گواہیاں سامنے آ جانے کے بعد اگر کوئی شخص حق کو سمجھنے کی کوشش نہ کرے تو اس پر سوائے افسوس کے اور کیا کہا جاسکتا ہے میلادالنبی ﷺ تمام اہل اسلام کے ہاں ایک مستحسن عمل ہے اب معترض کو سوچنا چاہیے کہ اس کے بقول عید میلادالنبی ﷺ ایک کذاب شخص کی ایجاد ہے، اس کی زد میں کون کون سے لوگ آتے ہیں؟ اب معترض کا یہ اعتراض کہ جلوس نکالو، دھمالیں ڈالو، ڈھول بجاؤ، کھانا کھلاؤ۔۔۔

جہاں تک ڈھول بجانے اور جلوس نکالنے کا تعلق ہے تو معترض زیادہ نہیں کم از کم اہلسنت کے

معتبر علماء کی کتب میں سے کسی ایک کتاب سے یہ حوالہ دکھادے جس میں کہا گیا ہو کہ عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس اور محافل میں ڈھول بجانا یا دھمال ڈالنا ضروری ہے بلکہ شیخ محقق میلاد شریف کی فضیلت کے بعد لکھتے ہیں:

چاہیے کہ اس مولود شریف کے انعقاد میں وہ بدعات نہ ہوں جو لوگوں نے وضع کرلی ہیں مثلاً گانا بجانا ممنوع آلات موسیقی اور وہ امور جن کی ممانعت ہے۔

مدارج النبوۃ اردو: ۲/ ۲۵

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کا انعقاد کرنا تعظیم رسول ہے جب کہ بُری باتوں سے خالی ہو۔ اس کے علاوہ امام زرقانی نے بھی ایسے منکرات سے منع کیا ہے۔ اگر کوئی شخص ہوائے نفس یا جہالت کی وجہ سے ایسے ممنوعہ افعال کرتا بھی ہے تو اسے ان باتوں سے منع کیا جائے گا نہ کہ اس کے اس فعل کی وجہ سے میلاد شریف پر بدعت کا فتویٰ لگایا جائے گا۔ آج تک ایسا نہیں ہوا کہ جو لوگ نماز میں تغیر و تبدل کرتے ہیں ان کی وجہ سے کسی مفتی نے یہ فتویٰ دیا ہو کہ نماز پڑھنا ہی ناجائز ہے۔

کھانا کھلانا

پہلے صفحات میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا جاچکا ہے کہ خود رسول کریم ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے شکر کے اظہار کے لیے جانور ذبح کیے اور آئمہ کے اقوال سے بھی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ اہل اسلام کا ہمیشہ سے یہ معمول رہا ہے کہ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے مقدس مہینے میں صدقات کر کے نیکیاں حاصل کرتے ہیں اور قرآن وحدیث میں صدقہ کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔

جھنڈے لہرانا

امام قسطلانی ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

فَكَشَفَ اللّٰهُ عَنْ بَصَرِیْ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا وَ رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ اَعْلَامٍ مَّضْرُوْبَاتٍ عَلَمًا بِالْمَشْرِقِ وَ عَلَمًا بِالْمَغْرِبِ وَ عَلَمًا عَلٰى ظَهْرِ الْكَعْبَةِ فَاَخَذَنِیَ الْمَخَاضُ فَوَضَعْتُ مُحَمَّدًا فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَاِذَا هُوَ سَاجِدٌ۔ زرقانی علی المواہب: ۱/۲۱۱

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ تعالیٰ نے میری نظروں سے حجابات دور کر دیے اور میں نے زمین کے مشارق و مغاب کو دیکھا اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک جھنڈا مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک جھنڈا خانہ کعبہ کی چھت پر لگایا ہوا تھا اور مجھے دردزہ ہوا پس میں نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جنا اور میں نے انھیں سجدہ میں پڑے ہوئے دیکھا۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کا جھنڈ الہرانا:

جب آپ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے راستے میں حضرت بریدہ سے ملاقات ہوئی اور وہ اسلام لے آئے اس کے بعد جب آپ مدینہ طیبہ کے قریب پہنچے تو حضرت بریدہ نے عرض کی جب آپ مدینہ طیبہ مین داخل ہوں تو آپ کے ساتھ ساتھ جھنڈا بھی ہونا چاہیے پھر حضرت بریدہ نے اپنا عمامہ سر سے اتارا اور نیزے پر باندھ کر آپ کے آگے آگے چل پڑے۔

مدارج النبوۃ اردو جلد ۲ صفحہ ۹۲

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی والدہ کا بیان:

امام قسطلانی بیہقی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں:

لَمَّا حَضَرَتْ وِلَادَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رَأَيْتُ الْبَيْتَ حِيْنَ وَقَعَ قَدِ امْتَلَاءَ نُوْرًا وَّ رَأَيْتُ النُّجُوْمَ تَدْنُوْ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهَا سَتَقَعُ عَلَیَّ۔

زرقانی علی المواہب جلد ۱، صفحہ ۲۱۸

میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے وقت موجود تھی میں نے دیکھا کہ آپ کا گھرانہ انوار سے معمور ہو گیا اور میں نے ستارے گھر کے اتنے قریب دیکھے مجھے گمان ہوا کہ عنقریب مجھ پر گر جائیں گے۔

آمدِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جلوس اور اظہارِ مسرت:

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ کے جانثار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بڑے والہانہ انداز میں استقبال کیا اس اظہارِ محبت کو امام مسلم کی زبانی سنیے:

فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ فَوْقَ الْبُيُوْتِ وَ تَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

مسلم، جلد ۲، صفحہ ۴۱۹

مرد اور عورتیں اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے لڑکے اور غلام راستوں میں پھیل گئے اور ہر طرف یا محمد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا محمد یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعروں کی گونج سنائی دینے لگی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں بھی لوگوں کی فرحت و مسرت کا اندازہ کیجیے فرماتے ہیں:

ثُمَّ قَدِمَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فَمَا رَأَيْتُ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرِحُوْا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ بخاری جلد ۱، صفحہ ۵۵۸

پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ اتنے خوش تھے کہ پہلے کبھی نہ ہوئے۔

جب فرشتوں نے حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں مشرق و مغرب میں جھنڈے لہرائے اور کعبۃ اللہ بھی مولد شریف کی طرف جھکا، حضرت آمنہ کی خدمت میں انبیائے کرام علیہم السلام نے مبارکباد پیش کیں اور ہجرت کے وقت صحابہ کرام نے خوشی کا اظہار کیا، جلوس کی صورت میں استقبال کیا انھوں نے آمدِ مصطفیٰ پر جھنڈے بھی لہرائے، یارسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعرے بھی لگائے اور یہ سب کچھ رسول کائنات کی موجودگی میں ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا تو آج کیا وجہ ہے کہ غلامانِ مصطفیٰ جب وہی کام کریں تو ان پر شرک وبدعت کے فتوے لگائے جائیں کہیں ایسا تو نہیں کہ دل میں چھپے ہوئے بغض و عناد کو ظاہر کیا جاتا ہے ورنہ ایک مسلمان کے لیے تو یہ مستحسن عمل ہے کہ وہ ولادت مصطفیٰ پر خوشی کا اظہار کرے۔

معترض کا اگلا سوال کہ میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابتداء کرنے والا شخص بے دین اور عیاش تھا اور میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب لکھنے والا شخص دنیا پرست اور کذاب مولوی تھا معترض نے یہ بات ابن خلکان کے حوالے سے لکھی اور ابن خلکان پر بہت بڑا افتراء باندھا اور تاریخ کا انتہائی بدترین جھوٹ بولا۔

ابن خلکان حافظ ابن دحیہ کا تعارف لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں:

كان ابو الخطاب من اعيان العلماء مشاهير الفضلآء متقنا لعلم الحديث النبوی و ما يتعلق به عارفا بالنحو واللغة و ايام العرب و اشعارها واشتغل بطلب الحديث فی اكثر بلاد الاندلس الاسلامية۔ وفیات الاعیان، جلد ۳، صفحہ ۴۴۹

ابوالخطاب (ابن دحیہ) نہایت ہی جید عالم اور مشاہیر فضلاء سے تھے اور علم حدیث نبوی اور اس کے متعلقات کے ماہر تھے علم نحو، لغت، ایام العرب اور ان کے شعار سے خوب واقف تھے اسلامی اندلس کے اکثر شہروں میں طلب حدیث میں مشغول رہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن خلکان کے حوالے سے ابن دحیہ کا یہی تعارف نقل فرمایا "كان من اعيان العلماء و مشاهير الفضلاء"

مظفر ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد:

مظفر ابو سعید وہ پہلا حکمران ہے جس نے سرکاری سطح پر عید میلاد النبی ﷺ کو منایا۔ اس بادشاہ کے متعلق امام جلال الدین سیوطی رقم طراز ہیں:

صاحب اربل الملك المظفر ابو سعيد كوكبرى بن زين الدين احد الملوك الامجاد والكبراء الاجواد وكان له آثار حسنة۔

الحاوی للفتاویٰ، جلد ۱، صفحہ ۱۸۹

اربل کا بادشاہ مظفر ابو سعید کو کبری بن زین صاحب شرافت اور انتہائی سخی بادشاہوں میں سے ایک ہے اور اس کے لیے بہت اچھے آثار ہیں۔

مظفر ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ابن خلکان کا بیان:

و اما احتفاله بمولد النبی ﷺ و هو ان اهل البلاد كانوا قد سمعوا بحسن اعتقاده فيه فكان فی كل سنة يصل اليه من البلاد القريبة من اربل مثل بغداد والموصل والجزيرة و سنجار و نصيبين و بلاد العجم و تلك النواحی خلق كثير من الاعلام و الصوفية والوعاظ والقراء والشعراء۔

جواهر البحار، جلد ۳، صفحہ ۲۹۲

مظفر ابو سعید ایک عظیم الشان محفل میلاد منعقد کیا کرتا تھا اور لوگ نہایت حسنِ اعتقاد کے ساتھ اس محفل میں شامل ہوتے اور ہر سال لوگ قریبی شہروں سے اربل آتے مثلاً بغداد موصل جزیرہ سنجار نصیبین اور بلاد عجم وغیرہ سے لوگ شرکت کرتے اور اس میں علماء، صوفیاء، واعظین، قراء اور شعراء کی بہت بڑی تعداد شامل ہوتی۔

عجیب بات ہے کہ اس وقت علماء اور فضلاء مظفر ابو سعید کی محفل میلاد میں ادب کے ساتھ

شرکت کریں اور انھیں اس حاکم وقت میں کوئی عیب نظر نہ آئے اور اتنے عرصے کے بعد ایک شخص اٹھ کر اس حاکم کو عیاش، بددین جیسے الفاظ کے ساتھ پکارے اپنے دل سے انصاف طلب کیجیے۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ:

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مظفر ابوسعید کے متعلق لکھتے ہیں:

کان یعمل المولد الشریف فی ربیع الاوّل ویحتفل به احتفالا هائلا و کان شهما شجاعا بطلا عاقلا عالما عادلا رحمه الله و اکرم مثواه قال و قد صنف له الشیخ ابو الخطاب بن دحیة مجلدا فی المولد النبوی سماه التنویر فی مولد البشیر النذیر فاجازه علی ذلك بالف دینار۔ الحاوی للفتاوی، جلد ا، صفحہ ۱۸۹

وہ (بادشاہ مظفر ابوسعید) ربیع الاول شریف میں ایک عظیم الشان محفل میلاد منعقد کرتے اور وہ بہت بہادر اور جرأت مند عاقل، عادل اور عالم حاکم تھے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اور ان کے کہنے پر شیخ ابوالخطاب بن دحیہ نے میلاد شریف پر ایک کتاب تصنیف فرمائی اس کا نام التنویر فی مولد البشیر النذیر رکھا تو اس نے انھیں ایک ہزار دینار ہدیہ کیا۔

سبط ابن جوزی:

مراۃ الزمان میں رقم طراز ہیں:

حکت زوجته ربیعة خاتون بنت ایوب اخت الملك الناصر صلاح الدین ان قمیصه کان من کرباس غلیظ لا یساوی خمسة دراهم قالت فعاتبته فی ذلك فقال لبسی ثوبا بخمسة

اتصدق بالباقی خیر من ان البس ثوبا مثمنا وادع الفقیر والمسکین۔ الحاوی للفتاویٰ جلد ا، صفحہ ۱۹۰

اس کی بیوی ربیعہ خاتون بنت ایوب جو سلطان صلاح الدین کی بہن ہے بیان کرتی ہیں کہ میرے خاوند کی قمیص موٹے کھدر کی ہوتی تھی جس کی قیمت پانچ درہم سے کم تھی میں نے ان سے بات کی تو اس نے کہا میرا پانچ درہم کا کپڑا پہن کر باقی صدقہ کر دینا اس سے زیادہ اچھا ہے کہ میں قیمتی لباس پہنوں اور فقراء مساکین کو چھوڑ دوں۔

یہ عبارات ملاحظہ کرنے کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ حافظ ابن دحیہ ایک جید عالم دین تھے اور مظفر ابو سعید ایک نہایت متقی اور رحمدل بادشاہ تھے لیکن کیا کیا جائے اس متعصب شخص کا جو صرف اور صرف ہٹ دھرمی کی بنیاد پر ان کو ظالم، عیاش، دنیا پرست اور کذاب جیسے القاب سے پکارے ان کا جرم صرف اتنا ہے کہ ایک عالم دین نے حضور سید عالم ﷺ کے فضائل وشمائل پر کتاب لکھی اور ایک نیک دل بادشاہ نے ان کو ہزار دینار نذرانہ پیش کیا تو متعصب لوگوں نے صرف عید میلاد النبی ﷺ کی دشمنی میں ان کو اتنے بُرے الفاظ کے ساتھ پکارا اور تاریخ کا انتہائی ڈھٹائی کے ساتھ خون کیا اور انتہائی بددیانتی پر اتر آئے ایسے شخص کو انتظار کرنا چاہیے اس وقت کا جب سب حقائق کھل کر سامنے آجائیں گے۔

سیدُ المرسلین ﷺ کا یوم ولادت

معترض لکھتا ہے کہ امام الانبیاء کی تاریخ ولادت میں اختلاف پایا جاتا ہے کسی نے 8 کسی نے 12-11-9 ربیع الاول لکھا۔ 12 ربیع الاول آپ کی وفات کا دن ہے۔ سرکار مدینہ ﷺ کی تاریخ ولادت میں جس طرح اختلاف پایا جاتا ہے اسی طرح تاریخ وفات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے معترض نے تاریخ ولادت کا اختلاف تو نقل کیا لیکن تاریخ وفات کا

اختلاف ہضم کرلیا کیونکہ اس سے معترض کا مدعا ثابت نہ ہوتا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول:

عَنْ جَابِرٍ وَّ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُمَا قَالَ وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفِيْلِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ الثَّانِیْ عَشَرَ شَهْرِ رَبِيْعِ الْاَوَّلِ۔

مصنف ابن ابی شیبہ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت بروز پیر 12 ربیع الاوّل عام الفیل کو ہوئی۔

امام ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ:

مشہور سیرت نگار ابن ہشام کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

ولد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول عام الفیل۔　السیرۃ النبویہ جلد ۱، صفحہ ۱۵۸

رسول اللہ ﷺ بروز پیر 12 ربیع الاول عام الفیل کو اس دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔

ابنِ اسید الناس رحمۃ اللہ علیہ کا قول

ولد سیدنا و نبینا محمد رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ لیلۃ مضت من شهر ربیع الاول عام الفیل۔

عیون الاثر، جلد ۱، صفحہ ۳۹

ہمارے نبی اور سردار محمد رسول اللہ ﷺ کی پیدائش بروز پیر 12 ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ:

بارہ ربیع الاوّل والاقول اشہر و اکثر ہے اور اہل مکہ کا جائے ولادت شریفہ کی

زیارت اور مولود پڑھنے میں اور جو کچھ اس کے آداب ہیں ادا کرنے میں اسی قول یعنی بارہویں رات اور پیر کے دن پر عمل ہے۔ مدارج النبوۃ، جلد ۲، صفحہ ۱۹

نواب صدیق حسن خان بھوپالی:

غیر مقلدین کے عالم دین بھی بارہ ربیع الاوّل والے قول کو ترجیح دیتے ہیں

ولادت شریفہ مکہ مکرمہ میں وقت طلوع فجر کے روز دوشنبہ، شب دوازدہم ربیع الاول عام الفیل کو ہوئی جمہور علماء کا یہی قول ہے۔ الشمامة العنبرية، صفحہ ۷

مفتی محمد شفیع دیوبندی:

اس پر اتفاق ہے کہ ولادت باسعادت ماہ ربیع الاول میں دوشنبہ کے دن ہوئی۔ لیکن تاریخ کی تعیین میں اختلاف ہے۔ چار اقوال مشہور ہیں؟ دوسری، آٹھویں، دسویں اور بارہویں مگر مشہور قول بارہویں تاریخ کا ہے یہاں تک کہ ابن البزاز نے اس پر اجماع نقل کر دیا اور اسی کو کامل ابن اثیر میں اختیار کیا گیا۔ سیرت رسول اکرم صفحہ ۳۷

کیا بارہ ربیع الاوّل یوم وفات ہے؟

سرکار دو عالم ﷺ کے وصال کے بارے میں صحابہ کرام سے چار قسم کی روایتیں منقول ہیں:

1۔ ۱۲ ربیع الاول یہ روایت حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے منسوب ہے۔

2۔ ۱۰ ربیع الاول یہ روایت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے۔

3۔ ۱۵ ربیع الاول حضرت اسماء بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

4۔ ۱۱ رمضان المبارک یہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔

پہلی روایت کہ جس میں وفات نبوی ۱۲ ربیع الاول کو بتائی گئی اس کی سند میں محمد بن عمر واقدی ایک راوی ہے جس کے بارے میں امام اسحاق بن راہویہ، امام علی بن مدینی، امام ابو حاتم

الرازی اور نسائی نے متفقہ طور پر کہا ہے کہ واقدی اپنی طرف سے حدیثیں گھڑ لیا کرتا تھا۔ امام یحیٰی بن معین نے کہا واقدی ثقہ یعنی قابل اعتبار نہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا واقدی کہ حدیثیں تحریف سے محفوظ نہیں۔ ذہبی نے کہا واقدی کے سخت ضعیف ہونے پر ائمہ جرح وتعدیل کا اجماع ہے۔ لہٰذا بارہ ربیع الاول والی روایت پایہ اعتبار سے بالکل ساقط ہے اور اس قابل ہی نہیں کہ اس سے استدلال کیا جا سکے۔ روایت نمبر ۲ کی سند میں ایک راوی سیف بن عمر ضعیف ہے اور دوسرا راوی محمد بن عبید اللہ متروک ہے۔ روایت نمبر ۳۔ ۴ کی سند نامعلوم ہے۔ البتہ اجل تابعین ابن شہاب زہری سلیمان بن طرخان اور سعد بن ابراہیم زہری وغیرہم سے سندوں کے ساتھ یکم دوم ربیع الاول کو تاریخ وفات منقول ہے۔
ایک استفتاء کا جواب از مفتی اشرف قادری

علامہ شبلی نعمانی کی رائے:

مشہور دیوبندی مورخ شبلی نعمانی اپنی کتاب سیرت النبی ﷺ کے حاشیے میں لکھتے ہیں:

یکم ربیع الاوّل کی روایت ثقہ ترین ارباب سیر موسیٰ بن عقبہ سے اور مشہور محدث امام لیث مصری سے مروی ہے امام سہیلی نے روض الانف میں اسی کو اقرب الی الحق لکھا ہے اور سب سے پہلے امام مذکور نے ہی درایۃ اس نکتہ کو دریافت کیا کہ ۱۲ ربیع الاول کی روایت قطعاً ناقابل قبول ہے کیونکہ دو باتیں یقینی طور پر ثابت ہیں روز وفات دوشنبہ کا دن تھا اور اس سے تقریباً! تین مہینے پہلے ذی الحجہ دس ہجری کی نویں تاریخ کو جمعہ تھا۔ دس ہجری ذی الحجہ روز جمعہ سے ۱۱ھ، ۱۲ ربیع الاول تک حساب لگاؤ تو کسی بھی صورت ۱۲ ربیع الاول کی تاریخ قطعاً غلط ہے۔ آگے چل کر مزید لکھتے ہیں:

وفات نبوی کی صحیح تاریخ ہمارے نزدیک یکم ربیع الاول ہے ابونعیم نے دلائل میں بسند یکم ربیع لاول تاریخ وفات نقل کیا ہے۔ سیرت النبی: ۴/ ۱۰۳، ۱۰۴!

اس مذکورہ گفتگو کے بعد یہ بات واضح ہوگئی کہ اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے لیکن جمہور علماء کا یہی موقف ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول کو ہوئی اور اہل مکہ کے معمولات بھی اس بات پر شاہد ہیں لیکن اس کے باوجود بھی اگر کوئی شخص ہٹ دھرمی کرے کہ ۱۲ ربیع الاول ہی وفاتِ نبوی کا دن ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں تو اس کے بارے میں صرف اتنا ہی کہا جاسکتا ہے کہ

؎ اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

یومِ میلاد اور یومِ وصال دونوں باعث برکت ہیں:

اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ آپ کی تاریخ وصال ۱۲ ربیع الاول ہے تو اس سے یہ بات لازم نہیں آتی کہ ۱۲۔ ربیع الاوّل کو سرکار کی ولادت کی خوشی نہ منائی جائے کیونکہ سرکار کی ولادت اور وصال دونوں اُمت کے لیے باعث رحمت ہیں۔

حضرت امام مسلم حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قَالَ اِنَّ اللهَ عَزَّوَ جَلَّ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِیَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ لَهَا فَرَطًا وَ سَلَفًا بَیْنَ یَدَیْهَا وَ اِذَا اَرَادَ هَلَكَةَ اُمَّةٍ عَذَّبَهَا وَ نَبِیُّهَا حَیٌّ فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ یَنْظُرُ فَاَقَرَّ عَیْنَهٗ بِهَلَكَتِهَا حِیْنَ كَذَّبُوْهُ وَعَصَوْا اَمْرَهٗ۔ مسلم جلد ۲، صفحہ ۲۴۹

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی اُمت پر رحمت کا ارادہ فرماتا ہے تو وہ اس اُمت سے پہلے اس نبی کو اٹھا لیتا ہے اور اس نبی کو اس اُمت کے لیے اجر اور پیش رو بنا دیتا ہے۔ جب کسی اُمت کی ہلاکت کا ارادہ فرماتا ہے تو اس نبی کی زندگی میں اس اُمت کو ہلاک کر کے اپنے نبی کی آنکھوں کو ٹھنڈک عطا فرماتا ہے کیونکہ انھوں نے اس نبی کی

تکذیب اور اس کی نافرمانی کی۔

اس حدیث پاک میں نبی اکرم ﷺ نے وصال کو بھی رحمت قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے اُمت کے لیے حضور ﷺ کو شفیع بنا دیا جب یہ بات واضح ہوگئی کہ حضور ﷺ کا میلاد اور وصال دونوں اُمت کے لیے رحمت ہیں تو جو رحمت بڑی ہو خوشی اسی کی کرنی چاہیے تو لازمی ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت نعمت عظمیٰ ہے کیونکہ دوسری رحمت تو اس کے صدقے حاصل ہوئی اور پھر وصال کے بعد حزن کی وضاحت سرکار مدینہ علیہ السلام نے خود فرما دی۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

اَنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ عَلَی الْمِنْبَرِ لَا یَحِلُّ لِامْرَاَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ تُحِدُّ عَلٰی مَیِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ اِلَّا عَلٰی زَوْجٍ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا

مسلم جلد ۱، صفحہ ۴۸۶

میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے منبر پر رونق افروز ہو کر فرمایا جو عورت اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لیے یہ جائز نہیں کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ بیوی اپنے خاوند کی موت پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔

اب اگر بارہ ربیع الاول کو سوگ منائیں کہ یہ سرکار کے وصال کا دن ہے تو فرمان خدا اور فرمان رسول کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوں گے کیونکہ ولادت کی خوشی نہ منا کر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر ادا نہ کیا اور غم کی صورت میں حدیث رسول کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوئے۔ پھر ہم اتنا سوچیں کہ انبیاء کے وصال کی کیفیت کیا ہوتی ہے حضور ﷺ کی نبوت تو تا قیامت جاری ہے آپ ﷺ کا فیضان اپنی امت پر اسی طرح برقرار ہے شفقت و رحمت

بھی اسی طرح قائم ہے بس اتنا ہے کہ آپ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہو گئے ۔ خود حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَآءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ۔ مشکوٰۃ ۱/۱۲۱

بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسم کو حرام کر دیا ہے ۔ اللہ کے نبی زندہ ہیں اور روزی دیے جاتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی ایک ضابطہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہمیں میلاد شریف پر خوشی کرنی چاہیے یا وصال پر غم:

قد امر الشرع بالعقیقة عند الولادة وهی اظهار الشكر وفرح بالمولود ولم یامر عند الموت بذبح ولا بغیره بل نهی عن النیاحة واظهار الجزع فدلت قواعد الشرعیة علی انه یحسن فی هذا الشهر اظهار الفرح بولادة ﷺ دون اظهار الحزن فیه بوفاته۔

الحاوی للفتاوٰی، جلد ۱، صفحہ ۱۹۳

شریعت نے ولادت کے وقت خوشی کے اظہار اور عقیقہ کا حکم دیا لیکن موت کے وقت ذبح وغیرہ کا حکم نہیں دیا بلکہ نوحہ اور جزع فزع سے منع کیا پس قواعد شرعیہ دلالت کرتے ہیں کہ ربیع الاول میں آپ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال پر غم کیا جائے۔

عیسائیوں اور مسلمانوں کا موازنہ:

یہ سرخی دینے کے بعد معترض لکھتا ہے عیسائی اپنے نبی کا میلاد مناتے ہیں اور مسلمان بھی اپنے نبی کا میلاد مناتے ہیں یہ لکھ کر پھر نصیحت کی کہ امام الانبیاء نے فرمایا جس نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہے۔ معترض نے یہاں سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے

چونکہ عیسائی اپنے نبی کا میلاد مناتے ہیں اگر مسلمان بھی اپنے نبی کا میلاد منائیں گے تو یہ ان کے ساتھ مشابہت ہو جائے گی لہٰذا مسلمانوں کو اس سے بچنا چاہیے تو معترض کو سوچنا چاہیے کہ عیسائی روزے رکھتے ہیں کھانا کھاتے ہیں لباس پہنتے ہیں اب اگر عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف اس لیے منع ہے کہ عیسائی بھی اپنے نبی کا میلاد مناتے ہیں تو اعتراض کرنے والوں کو روزے رکھنے سے کھانا کھانے سے اور لباس پہننے سے بھی بچنا چاہیے کیونکہ ان تمام باتوں میں بھی مشابہت موجود ہے اگر یہ سب کام جائز ہیں تو عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسی کون سی بات ہے کہ وہ ناجائز ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روزہ حضرت موسیٰ کے لیے:

بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

قَدِمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الْمَدِیْنَۃَ فَرَأَ الْیَھُوْدَ تَصُوْمُ یَوْمَ عَاشُوْرَآءَ فَقَالَ مَا ھٰذَا؟ قَالُوْا ھٰذَا یَوْمٌ صَالِحٌ ھٰذَا یَوْمٌ نَجّٰی اللہُ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مِنْ عَدُوِّھِمْ فَصَامَہٗ مُوْسٰی قَالَ فَاَنَا اَحَقُّ بِمُوْسٰی مِنْکُمْ فَصَامَہٗ وَ اَمَرَ بِصِیَامِہٖ بخاری: ۱/ ۲۶۸

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہودی یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں آپ نے فرمایا یہ کس لیے ہے؟ انھوں نے کہا یہ اچھا دن ہے اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اس کے دشمنوں سے نجات دی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے روزہ رکھا آپ نے فرمایا ہم حضرت موسیٰ کے تم سے زیادہ حق دار ہیں پس آپ نے روزہ رکھا اور روزے کا حکم فرمایا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ:

مشکوٰۃ شریف میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:

اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَتَعَلَّمَ السُّرْیَانِیَّةَ وَفِیْ رِوَایَةٍ اَنَّهٗ اَمَرَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ اَتعلّم کَتَابَ یَهُوْدَ۔ مشکوٰۃ ۲/۳۹۹

رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں سریانی زبان سیکھوں اور ایک روایت میں ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ میں یہود کی خط و کتابت سیکھوں۔

آپ غور فرمائیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک اچھے عمل میں مشابہت سے منع نہیں فرمایا بلکہ حضور ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور روزے کا حکم بھی ارشاد فرمایا تو اب اس میں کیا اعتراض ہوسکتا ہے اور حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے عمل سے یہ ضابطہ بھی بیان فرمادیا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت حاصل ہوا سے یادگار کے طور پر مناتے ہوئے خوشی کا اظہار کرنا جائز ہے اگر عمل خیر میں بھی مشابہت سے یہی حکم جاری ہوتا ہے کہ جس نے کسی قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کی تو وہ انہی میں سے ہے تو معترض کو یہ خیال ہونا چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کس زمرے میں آتے ہیں بلکہ روزہ تو خود حضور ﷺ نے بھی رکھا اب بھی اگر کوئی میلادالنبی ﷺ کو بدعت ہی قرار دے اور اس پر غصے کا اظہار کرے تو اس کے لیے اکبرالہ آبادی کی رباعی کافی ہے۔

سال و مہ خوش ہیں روز خوش شب خوش
وحشی دشت خوش، مہذب خوش
ہیں غرض آپ کی ولادت سے
مسٹر ابلیس کے سوا سب خوش

برکاتِ میلاد:

محدث ابن جوزی اپنی کتاب المیلاد النبوی میں میلاد شریف کے متعلق لکھتے ہیں:

ہمیشہ سے حرمین شریفین، مصر، یمن، شام، اور تمام بلاد عرب کے لوگ محافل میلاد منعقد کرتے ہیں ماہ ربیع الاول کا چاند نظر آتے ہی خوشیاں مناتے ہیں عمدہ لباس پہنتے ہیں زیب وزینت کرتے ہیں خوشبو لگاتے ہیں سرمہ لگاتے ہیں اور ان تمام ایام میں خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور جو کچھ میسر ہو نقد وجنس وغیرہ سے خوب دل کھول کر خرچ کرتے ہیں میلاد مصطفیٰ ﷺ کے سننے اور پڑھنے کا شوق سے اہتمام کرتے ہیں اور اس پر اظہار مسرت کی بدولت بہت اجر وثواب اور خیر وبرکت حاصل کرتے ہیں محفل میلاد شریف کے مجربات سے یہ بات بھی ہے جہاں یہ محفل منعقد ہوتی ہے وہاں خوب خیر وبرکت سلامتی، عافیت، مال ودولت اور رزق میں کشادگی ہوتی ہے اولاد پوتوں نواسوں میں زیادتی ہوتی ہے آبادی اور شہروں میں امن وامان اور گھروں میں محفل پاک کی برکت سے سکون وقرار رہتا ہے۔

حکایت: ابن جوزی یہ بیان کرنے کے بعد ایک نہایت ہی روح پرور اور ایمان افروز واقعہ نقل فرماتے ہیں۔

بغداد شریف میں ایک شخص ہر سال محفل میلاد منعقد کیا کرتا تھا اس کے پڑوس میں ایک یہودی عورت رہتی تھی جو سخت متعصب تھی ایک دن اس نے بڑے تعجب سے اپنے شوہر سے کہا ہمارے اس مسلمان پڑوسی کو کیا ہو گیا ہے جو ہمیشہ اس مہینے میں اپنی بہت بڑی دولت اور مال وزر فقراء اور مساکین پر خرچ کر دیتا ہے اور قسم قسم کے کھانے تیار کر کے کھلاتا ہے اس کے شوہر نے کہا غالباً یہ مسلمان گمان کرتا ہے کہ اس کے نبی ﷺ اس ماہ میں پیدا ہوئے اور یہ خوشی ان کی ولادت باسعادت کی وجہ سے کرتا ہے اس کا خیال ہے کہ نبی ﷺ اس خوشی ومسرت سے خوش ہوتے ہیں لیکن یہودیہ نے اس بات کو تسلیم نہ کیا۔

جب رات ہو گئی تو وہ سو گئی۔ اس نے خواب دیکھا کہ ایک بہت نورانی شخصیت تشریف فرما ہیں اور اس کے ساتھ اس کے اصحاب کی ایک بہت بڑی جماعت ہے۔ عورت نے یہ دیکھا تو بڑی متعجب ہوئی اور خواب میں ہی ایک صحابی سے پوچھا یہ شخصیت کون ہے؟ جنھیں میں تم سب لوگوں میں سے زیادہ معزز دیکھتی ہوں۔ انھوں نے فرمایا یہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ عورت نے کہا اگر میں ان سے کچھ عرض کروں تو جواب عطا فرمائیں گے۔ صحابی نے فرمایا ہاں تو اس نے حضور نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا اور قریب آ کر سلام عرض کر کے کہا یا رسول اللہ ﷺ حضور ﷺ نے فرمایا اے اللہ کی بندی لبیک۔ اس پر یہودی عورت رو پڑی اور کہنے لگی آپ مجھے اس طرح کیوں نواز رہے ہیں جب کہ میں آپ کے دین پر نہیں ہوں اس پر حضور پُرنور ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے اس لیے جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دینے والا ہے اس نے عرض کیا میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔

محفل میلاد:

پھر اس کی آنکھ کھل گئی وہ اپنے اس خواب سے بے حد مسرور اور انتہائی خوش ہوئی کہ اس نے سید الانام حضور ﷺ کی زیارت کی اور مشرف باسلام ہوئی۔ اس نے خواب ہی میں عہد کر لیا تھا کہ اگر صبح کی تو اپنا تمام مال و زر صدقہ کر دوں گی اور محفل میلاد منعقد کروں گی۔ پھر جب اس نے صبح کی اور اپنا وعدہ پورا کرنے کا ارادہ کیا تو اس نے دیکھا اس کا شوہر بھی نہایت خوش ہے اور اپنا سارا مال قربان کرنے پر تیار ہے اس وقت اس نے شوہر سے کہا کیا بات ہے کہ میں تمھیں ایک نیک ارادے کی طرف راغب دیکھ رہی ہوں یہ کس لیے ہے؟

شوہر نے اپنی عورت سے کہا یہ سب اس ذات گرامی کے لیے ہے جس کے دست مبارک پر تم نے آج رات اسلام قبول کیا عورت نے کہا اللہ تم پر رحم فرمائے تمہیں کس نے میری باطنی حالت پر مطلع کیا اس نے کہا اس ذات کریم نے جس کے دست اقدس پر تیرے بعد میں اسلام لایا۔ عورت نے کہا اللہ تعالیٰ ہی حمد کے لائق ہے جس نے مجھے اور تجھے دین اسلام پر جمع فرمایا اور ہم دونوں کو شرک و گمراہی سے نکال کرامتِ محمدیہ میں داخل فرمایا۔

الدر المنظم، صفحہ ۱۰۰

واقعہ ابولہب:

ابولہب کی ایک لونڈی ثویبہ نے جب ابولہب کو سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوش خبری سنائی تو اس نے اپنے بھتیجے کی ولادت کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اجر سے نوازا۔ امام بخاری اپنی کتاب بخاری شریف میں اس واقعہ کو یوں نقل فرماتے ہیں:

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْلَهَبٍ اُرِيَهُ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهٗ مَاذَا لَقِيْتَ قَالَ اَبُوْلَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ اَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ

بخاری جلد ۲، صفحہ ۷۶۴

جب ابولہب مر گیا تو اس کے بعض اہل کو خواب میں اسے بدترین حالت میں دکھایا گیا انھوں نے ابولہب سے پوچھا کیا ملا؟ تو ابولہب نے کہا تمہارے بعد مجھے کوئی بھلائی نہیں ملی سوائے اس کے کہ اس انگلی کے ذریعے مجھے پلایا جاتا ہے ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے

جب ابولہب جیسے بدترین کافر کو حضور کی ولادت باسعادت کی خوشی میں اجر ملا تو اس مؤمن کے اجر کا اندازہ کون کر سکتا ہے جو صدق نیت سے حضور کے میلاد کی خوشی کرے۔ رہا یہ سوال کہ کسی کافر کو اس کے کسی عمل خیر پر کوئی اجر نہیں ملے گا۔ کیونکہ قرآن پاک میں ہے:

وَقَدِمْنَآ اِلٰی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا

الفرقان:۲۳

ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرّے کر دیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات حضور کے خصائص میں سے ہے جس طرح حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی گواہی سے خوش ہو کر اکیلے کی گواہی کو دو کے برابر قرار دیا اسی طرح سرکار کی ولادت کی خوشی منانے سے ابولہب کو بھی اجر ملا لہٰذا یہ بات آیت قرآنی کے خلاف نہیں۔ اس کے بعد اگر کوئی شخص میلاد نہیں مناتا اور میلاد مصطفیٰ پر غمگین ہوتا ہے تو اس کے لیے ابن سید الناس کا قول کافی ہے:

ان ابلیس رن اربع رنّات رنة حین لعن و رنة حین اهبط و رنة حین ولد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و رنة حین انزلت فاتحة الکتاب

سبل الھدیٰ والرشاد ا / ۳۵۰

ابلیس زندگی میں چار مرتبہ چیخ مار کر رویا۔ پہلی مرتبہ جب اس کو ملعون قرار دیا گیا۔ دوسری مرتبہ جب اسے پستی میں گرایا گیا۔ تیسری مرتبہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی۔ چوتھی مرتبہ جب سورۂ فاتحہ نازل ہوئی۔

جمہور مسلمانوں کا عمل

مندرجہ بالا گفتگو سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جید ائمہ کرام، فقہائے اُمت اور مشائخ عظام نے نہ صرف جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جواز کا فتویٰ دیا بلکہ وہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محافل میں شریک ہو کر اس کے برکات و انوار سے فیض یاب ہوتے رہے اور عام مسلمانوں کا بھی یہی معمول ہے کہ وہ ربیع الاول کے مقدس مہینے میں سرکار کی ولادت باسعادت کی خوشی میں محافل کا انعقاد کرتے ہیں مختلف قسم کے صدقات اور عطیات کر کے نیکیاں جمع کرتے ہیں۔

حضور نبی مکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ

تم سواد اعظم کی پیروی کرو جو اس سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔

شروع سے لے کر آج تک مسلمان اپنے آقا و مولیٰ حضور سید عالم ﷺ کی ولادت کی خوشی منانے کو مستحسن عمل تصور کرتے ہیں اور اسی میں آخرت کی کامیابی ہے جو مسلمانوں سے علیحدہ ہوا وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

آخری گزارش:

مخالفین میلاد سے آخری گزارش یہ ہے کہ اُمت پہلے ہی افتراق و انتشار کا شکار ہے اگر آپ کے ہاں خلفائے راشدین کے دن منانا، ان پر چھٹی کرنا اور اپنے مدارس کی تمام تقریبات وغیرہ جائز ہیں تو حضور ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرنے میں کونسی قباحت ہے اور اگر اس بدامنی اور بے چینی کے دور میں کوئی اپنے آقا کی پاکیزہ یادوں کو سہارا بناتا ہے تو آپ اس پر ناراض کیوں ہوتے ہیں اور محافل میلاد منعقد کرنے والے بھی یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ایسی محافل کو غیر شرعی حرکات سے محفوظ رکھیں۔ تقریبات میں بدنظمی کے بجائے وقار کو ملحوظ خاطر رکھیں۔ ایسی محافل میں باوضو شریک ہوں۔ بھنگڑا، رقص اور گانے باجے سے اجتناب کر کے محفل کے تقدس کو بحال رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت و اتباع میں زندگی گزارنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

آمین بجاہ خاتم النبیین۔

تمت بالخیر